﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیراعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25

جمعۃ المبارک 18رمئی 2018ء

02رمضان 1439 ہجری قمری ❁ 18رہجرت 1397 ہجری شمسی

شمارہ20

افطاری کا ثواب

حضرت زید بن خالد الجہنیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جوکسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اسے اس روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطر صائما)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

نزول کے لفظ میں جوحدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح کے زمانہ میں امر اور نصرت، انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبّروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔ گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اُترے گا۔انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔اوراس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔

’’اورہر ایک بلندی سے دوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ ہرایک مراد اور مقصود میں کامیابی اور شادکامی ان کومیسر آئے گی اور ہرایک سلطنت اور ریاست ان کے تصرف میں آجائے گی اور **یَمُوۡجُ بَعۡضُھُمۡ فِیۡ بَعۡضٍ** سے یہ مراد ہے کہ اس زمانہ میں تمام فرقوں میں جنگ کی آگ بھڑک اُٹھے گی اور پہاڑوں برابر سونا چاندی اسلام کے نابود کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو اسلام کے دائرہ سے نکالنے کے لئے خرچ کریں گے اور اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابیں تالیف کی جائیں گی اور بہت سے مقاموں میں خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ دن اسلام کی غربت کے دن ہوں گے اور مسلمان اس زمانہ میں قیدیوں کی طرح زندگی بسر کریں گے اور تفرقہ اور پراگندگی کی ہوائیں اُن کے سر پر چلیں گی۔پس وہ بکھر جائیں گے اور پراگندہ ہوجائیں گے اور **یَمُوۡجُ بَعۡضُھُمۡ فِیۡ بَعۡضٍ** سے مراد یہ ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کوکھا جائے گا اور یاجوج ماجوج سربلندی پائیں گے اور تمام سطح زمین پر اُن کے نکلنے کی خبریں سننے میں آئیں گی اور اُن دنوں میں اسلام بوڑھی عورت کی طرح ہوگا اور اُس میں کسی طرح کی قوت اور عزت نہیں رہے گی اور ذلّت پر ذلّت اُس کو پہنچے گی اور قریب ہوگا کہ بغیر تجہیز و تکفین کے زمین میں گاڑ دیا جائے۔اور ایسی مصیبتیں اس کے سر پر پڑیں گی کہ پہلے زمانہ میں کسی کان نے اس جیسا نہ سنا ہوگا اور جاہلوں کے گروہ درگروہ دین کے دائرہ سے باہر نکل جائیں گے اور دین میں سے گروہ درگروہ جاہل لوگ لعنت کرتے ہوئے اور تکذیب کرتے ہوئے نکل جائیں گے اور تمام امور زیروزبر کئے جائیں گے۔اور شریعت اور شریعت والوں پر رنج اور مصیبتیں اُتریں اور اُس کا چاند دیکھنے والوں کی نظر میں پرانی ٹہنی کی طرح نظر آئے اور یہ وہ ذلّت ہے کہ اس سے پہلے ملّت کو نہیں پہنچی اور قیامت تک نہیں پہنچے گی۔جب اس حد تک معاملہ پہنچ جاوے گا تب آسمان سے نصرت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بغیر تلوار اور بغیر نیزے اور لڑنے والوں کے عزت کے نشان اُتریں گے۔[حاشیہ۔حضرت عیسیٰ بن مریم نے نہ تو خود جنگ کی اور نہ جہاد کا حکم دیا۔پس اسی طرح مسیح موعود خدائے ذوالجلال سے اسی کے نمونے پر ہوگا اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کے خاتم الخلفاء اور اسلام کے خاتم الخلفاء کو بغیر شمشیر وسنان کے مبعوث فرمائے تا کہ ان شبہات کا ازالہ کیا جائے جو پہلے سے عوام کے طبائع میں پیدا ہوچکے تھے اور تا لوگ جان لیں کہ اشاعتِ دین امرالٰہی سے ہوئی ہے نہ کہ گردنیں مارنے اور قوموں کے قتل کرنے سے۔پھر عیسیٰ کے وقت میں یہودیوں اور مسیح موعود کے وقت میں مسلمانوں کی اکثریت تقویٰ سے محروم ہوگئی اور ربِّ وُدود کے احکام کی نافرمانی کرنے لگے تو الٰہی حکمت سے یہ بعید تھا کہ ان فاسقوں کے بدلہ کافروں کو قتل کیا جائے۔پس اچھی طرح غور کر اور غافلوں میں سے نہ بن۔]اور اِسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے **وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ** (آخر آیت تک) اے عقلمندوں کے گروہ یہ مسیح موعود کی بعثت سے مراد ہے۔[حاشیہ۔اور اسی طرح مسیح موعود کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ کیا گیا ہے یعنی سورۃ تحریم میں اور وہ فرمان الٰہی یہ ہے۔**وَمَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِنَا** (اور عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی عصمت کو اچھی طرح بچائے رکھا تو ہم نے اس (بچے) میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا۔(التحریم :13) بلاشبہ روح سے یہاں مراد عیسیٰ بن مریم ہیں۔چنانچہ آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس امّت میں مسیح بن مریم کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ خشیت اختیار کرنے والا بنائے گا اور اس میں اپنی روح بروزی رنگ میں ڈالے گا اور یہ تمثیلی صورت میں مسلمانوں میں سب سے زیادہ متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔پس غور کر کس طرح اللہ نے اس اُمّت کے بعض افراد کو عیسیٰ بن مریم کے نام سے موسوم کیا ہے اور جاہلوں میں سے نہ بن۔]اور نزول کے لفظ میں جوحدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح کے زمانہ میں امر اور نصرت، انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبّروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اُترے گا۔انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔اوراس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہوکر ایک دَم سے سب طرف چمک جاتی ہے۔یہی حال اس زمانہ میں واقع ہوگا۔پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں۔اور نور کی اشاعت کے لئے صُور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔اُس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہوجائیں گے۔پس اُس وقت دل جاگ جائیں گے اور دانے اس پانی سے اُگیں گے نہ کہ جنگ کی آگ اور خونوں کے بہنے سے۔اور لوگ آسمانی کشش سے جو زمین کی آمیزش سے پاک ہوگی کھینچے جائیں گے۔یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قضا کے دن کا نمونہ ہوگا۔‘‘

....(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 168 تا 173۔شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 اگست 2016ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ سیدہ خلعت پاشا واقفۂ نو کا ہے جو ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم سید ارسلان احمد واقف نو ابن سید قمر سلیمان احمد صاحب ربوہ کے ساتھ دو لاکھ پچاس ہزار پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔

لڑکی اور لڑکا واقف نو بھی ہیں اور ان کے والدین بھی وقف زندگی ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ڈینٹسٹ ہیں فضل عمر ہسپتال میں، وقف زندگی کے طور پر کام کر رہے ہیں اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے نواسے ہیں۔ ان کے والد نے خود احمدیت قبول کی تھی اور بڑے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ بڑے فعّال کارکن تھے جماعت کے۔ اسی طرح سید ارسلان احمد واقف نو، سید قمر سلیمان احمد کے بیٹے، حضرت سید میر داؤد احمد صاحب کے پوتے، حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے پڑپوتے ہیں۔ اس لحاظ سے دونوں کا تعلق خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رشتے کو ہر لحاظ سے بابرکت بھی کرے اور ان کی نسلوں میں بھی اور ان میں بھی خدمت کا وہ جذبہ جاری رکھے جو ان کے بزرگوں نے دکھایا۔

مکرم بصیر احمد خان صاحب لڑکی کے اور مکرم مرزا عثمان احمد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ منا ہل خان بنت مکرم حبیب اللہ خان صاحب اپسم کا ہے جو عزیزم مرزا سعد احمد ابن مکرم مرزا نعمان احمد صاحب اسلام آباد پاکستان کے ساتھ پانچ لاکھ پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔

عزیزہ منا ہل حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی پوتی کی بیٹی ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نواسی۔ عزیزم مرزا سعد احمد حضرت مرزا رشید احمد صاحب کے پڑپوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پڑنواسے ہیں۔

نئی نسلوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے اپنے ماں باپ کے کاموں کو نہ صرف جاری رکھنا ہے بلکہ اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہے اس کے سب سے زیادہ مخاطب ان لوگوں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بھی ان کو عطا فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی عطا فرمائے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ بارعہ منا ہل کھوکھر واقفۂ نو کا ہے جو ملک طارق علی کھوکھر پاکستان کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم ناصر الدین طاہر ابن مکرم خالد احمد عطا صاحب کے ساتھ پینتیس ہزار امریکی ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ مکرم نعمان محمود صاحب لڑکی کے ماموں اس کے وکیل ہیں۔

اس خاندان کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے رشتہ ہے، براہ راست نہیں لیکن ملک طارق علی کھوکھر صاحب مکرم ملک عمر علی کھوکھر صاحب کے بیٹے ہیں۔ دو بیویاں تھیں ان کی۔ پہلی شادی ان کی حضرت میر اسحاق صاحب کی بیٹی سے ہوئی تھی اور طارق علی کھوکھر کی والدہ جرمن نژاد ہیں۔ اسی طرح یہ بچی مکرم سلطان محمود انور صاحب کی نواسی ہے، جو واقف زندگی ہیں اور صدر انجمن احمدیہ میں رشتہ ناطہ کے ناظر بھی ہیں اور لمبا عرصہ ان کی خدمت ہے۔

اسی طرح ناصر الدین احمد صاحب کا تعلق جو ہے، یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نواسی کے بیٹے ہیں اور جو ان کے والد ہیں وہ جماعت کے بڑے پرانے اور بڑے خدمتگار مکرم غلام احمد عطا صاحب کے بیٹے تھے۔ اس طرح یہ غلام احمد عطا صاحب کے پوتے ہیں۔ اور یہ بھی پرانا خدمت گزار خاندان ہے۔ اور اسی طرح ان کا رشتہ حضرت مسیح موعود کے خاندان سے بھی ملتا ہے۔ ان کو بھی اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور وفا اور اخلاص کا ہمیشہ مظاہرہ کرتے رہنا چاہئے اور یہی بات جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا اپنی نسلوں میں بھی ڈالیں، پیدا کریں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ عمرانہ امجد واقفۂ نو کا ہے جو امجد آصف صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم دانش احمد خان مربی سلسلہ ربوہ جو شاہد رضوان خان صاحب یو کے کے بیٹے ہیں کے ساتھ ایک لاکھ پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور یہ دونوں ایک تو واقفۂ نو بھی ہے بچی اور بیٹا بھی مربی سلسلہ ہے۔ پھر لڑکا جو ہے وہ جماعت کے دیرینہ خادم حضرت مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب کا نواسہ ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: نواسہ ہے ناں؟ نواسہ بنتا ہے ناں؟

اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے فرمایا:

پس ان سب کو اپنے بزرگوں کے کاموں کو یاد رکھنا چاہئے جو انہوں نے جماعت کے لئے کئے اور ان قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ لڑکی کے وکیل ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب ہیں اور مکرم عطاء المجیب راشد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح امامہ نورین واقفۂ نو کا ہے جو فضل بٹ صاحب کی بیٹی ہیں ربوہ سے۔ یہ عزیزم احسان احمد خان مربی سلسلہ ریسرچ سیل ابن مکرم تنویر احمد خان صاحب کے ساتھ ایک لاکھ پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا مربی سلسلہ ہے لڑکا اور بچی بھی واقفۂ نو ہے۔ ان لوگوں کو ہمیشہ، زندگی کے ہر مرحلہ پر اپنی ذمہ داری کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مکرم شکیل احمد بٹ صاحب جو لڑکی کے ماموں ہیں، لڑکی کے وکیل ہیں۔ اور سید مبشر احمد ایاز صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ عطیۃ الحیٔ بنت مکرم منور احمد طارق صاحب لندن کا ہے۔ یہ عزیزم علی احمد ابن مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے بھائی مقصود الٰہی صاحب ان کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ منصورہ رفیق ہاشمی واقفۂ نو کا ہے جو رفیق احمد ہاشمی صاحب بلیجیم کی بیٹی ہیں اور عزیزم راجہ عثمان عبد اللہ ابن مکرم راجہ عبد اللطیف صاحب یو کے کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر یہ طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ روشان رحمٰن بنت مکرم خلیل الرحمٰن صاحب لندن کا ہے جو عزیزم رضوان فضل اللہ خان ناصر لندن کے ساتھ آٹھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ فضل اللہ خان ناصر، نصر اللہ خان ناصر مرحوم مربی سلسلہ کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ آمنہ بشارت بنت مکرم بشارت احمد صاحب کارکن جامعہ احمدیہ یو کے کا ہے جو عزیزم رانا منیب احمد خان ابن مکرم رانا عبد الحکیم خان صاحب کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح طاہرہ نذیر بنت مکرم منیر ذوالفقار صاحب ناصر آباد سندھ پاکستان کا ہے جو عزیزم اویس احمد واقف نو ابن مکرم منیر احمد صاحب محمد آباد سٹیٹ پاکستان کے ساتھ دو لاکھ پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ دونوں طرف سے وکیل مقرر ہیں، مکرم مبشر احمد گوندل صاحب لڑکی کے اور مرزا حفیظ احمد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ صباحت یاسمین بنت مکرم محمد اسحاق ساجد صاحب کینیڈا کا ہے جو عزیزم مظفر احمد نسیم ابن مکرم نسیم احمد صاحب یو کے کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ مریم محمود بنت مکرم مرزا محمود بیگ صاحب مرحوم یو کے کا ہے جو عزیزم منصور احمد ابن مکرم طاہر جاوید صاحب یو کے کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے ولی ان کے بھائی شاہ رخ خان صاحب ہیں۔

[نکاحوں کے اعلانات کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:]

اچھا۔ اب دعا کرلیں اللہ تعالیٰ یہ تمام رشتے ہر لحاظ سے مبارک اور بابرکت فرمائے، دعا کرلیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

مسجد فضل لندن میں بچوں کی تقاریب آمین

12 اگست 2017ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں تقریب آمین مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئی جس میں بچوں اور بچیوں نے باری باری حضور انور کے قرب میں بیٹھ کر قرآن مجید کی ایک ایک آیت یا اس کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ تقریب کے آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس میں بچوں اور بچیوں کے علاوہ سب احباب (اور نصرت ہال میں موجود خواتین) نے بھی شمولیت کی۔ تقریب میں شامل ہونے والے خوش قسمت بچوں اور بچیوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:

لڑکے

سکندر قیوم (Worcester Park)
علیم احمد اپل (Roehampton)
کاشف لقمان (Wandsworth)
رغیب احمد (Carshalton)
سجان وارث (Dagenham)
رغیب احمد شکور (Wandsworth)
حسن احمد قریشی (Stevenage)
خاقان احمد راجپوت (Morden)
عامر محمود (Surbiton)
عروسہ نعمان (Bristol)
حارث شاہ (Croydon)
کامران خرم (Tooting)
فاران احمد شکور (Wandsworth)
اعزاز لطیف خان (Carshalton)
اریان عامر (Bolton)
جہانزیب گوندل (Southfields)
تاشف کامران (Sutton)
کاشف محمود (Surbiton)
کامران احمد خان (Tooting)

لڑکیاں

آصفہ داؤد (Sutton)
لائبہ طارق (Hillingdon)
خلود ناصر (Morden)
فریحہ طاہر (Kent)
اجلا احمد (Selsdon)
ایمان ثریا ملک (Leicester)
زائلہ تنویر (Wandsworth)
آمنہ مریم (Sussex)
سعدت محمود (Fazl Mosque)
اجلا طارق (Milton Keynes)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

رمضان المبارک

روحانی موسم بہار کی آمد اور استفادہ کے طریق

(سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

رمضان المبارک کی عظمت وشان

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہم ایک بار پھر رمضان المبارک کے مقدس اور بابرکت مہینے میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا سرور کائنات آنحضرت ﷺ نے اس مہینہ کی عظمت وشان کے بارہ میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ یہ ایسا برکتوں والا مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جو ثواب وفضیلت کے لحاظ سے، ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔...

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے۔ اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے اور جس کا درمیانی حصہ مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر آگ سے نجات پانے کا ذریعہ ہے۔"

بخاری ومسلم کتاب الصوم میں اس بابرکت اور مقدس مہینہ کے بارے میں یہ روایت بھی حضرت ابوہریرہؓ سے ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان کا مہینہ آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

آسمانوں اور جنت کے دروازوں کے کھلنے کے یہ معنی ہیں کہ مومنوں کو ایسے نیک اعمال بجالانے کی توفیق ملتی ہے جو ان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ اور اس طرح جہنم کے دروازے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ مومن رمضان المبارک کے ایام میں اپنے آپ کو گناہوں اور خدا کی ناراضگی کے کاموں سے بچانے کی تگ ودو اور جدوجہد میں لگے رہتے ہیں اور وہ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے شخص پر جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

رمضان میں جو شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے کے معنی بھی یہی ہیں کہ مومن شیطان کی باتوں اور اس کے بہکاوے میں نہیں آتے بلکہ ہر ممکن یہی کوشش اُن کی ہوتی ہے کہ بس ان کا رب ان سے راضی ہو جائے۔

ترمذی کی حدیث میں ایک روایت یوں بھی ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے! رُک جا! اور اللہ کے لئے بہت سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور رمضان کی ہر ایک رات کو ایسا ہی ہوتا ہے۔"

رمضان کی برکت کے ضمن میں یہ حدیث بھی آتی ہے کہ "جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔"

(دارقطنی بحوالہ جامع الصغیر۔ تحفۃ الصیام صفحہ 35)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "رمضان کی آمد اور استقبال کی تیاریاں جنت میں رمضان کے بعد سے لے کر اس کے دوبارہ آنے تک پورا سال ہوتی رہتی ہیں۔ اور جنت خوب سجائی جاتی ہے۔" (تحفۃ الصیام صفحہ 35)

2۔ رمضان میں نماز باجماعت

ہر شخص کو حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ وہ رمضان المبارک میں اپنی ساری نمازیں باجماعت ہی پڑھے کیونکہ نماز باجماعت کا اکیلی نماز سے سے کہیں زیادہ ثواب ہے۔ قرآن کریم میں بھی جہاں بھی نماز کا حکم آیا ہے نماز باجماعت کا ہی حکم ہے۔ بغیر جماعت کے نماز صرف اور صرف مجبوری کے ماتحت ہے۔ "پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان کے ماتحت یا دوسرے مسلمان کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہ ہوگی اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 106)

اللہ تعالیٰ انسان کی نیت کے مطابق اسے بدلہ دیتا ہے اس لئے ہمیشہ نیت نماز باجماعت کی کی جائے اور پھر اس کے لئے پوری پوری کوشش بھی کی جائے۔ اگر وہ نماز باجماعت میں کوشش کے باوجود شامل نہ ہو سکا تو اللہ کے حضور وہ نماز باجماعت ہی ادا کرنے والا ہے۔ اگر مسجد نہیں جا سکا تو اپنے گھر ہی میں بچوں کے ساتھ مل کر نماز باجماعت ادا کر لے۔ لیکن یہ نہیں کہ مسجد جا سکتا تھا اور پھر بھی سستی کی اور گھر پر پڑھ لی ایسا کرنا درست نہیں ہوتا۔ ایک نابینا صحابی کے بارے میں آپ نے کئی مرتبہ سنا ہو گا کہ اُس نے آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ مدینہ کی گلیوں میں کنکر اور پتھریلی زمین ہے اور مجھے پھر مسجد لانے والا بھی کوئی نہیں ہے اس لئے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے پوچھا کہ کیا تمہیں اذان کی آواز آتی ہے۔ وہ کہنے لگا جی یا رسول اللہ! اذان کی آواز تو سنتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مسجد میں آؤ اور نماز باجماعت ادا کرو۔

(ریاض الصالحین حدیث 1066)

اب دیکھ لیں آپ ﷺ نے نماز باجماعت کی اہمیت کے پیش نظر جس کے عذر بھی بظاہر معقول نظر آ رہے تھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص چالیس روز تک نماز باجماعت پڑھے اور پہلی تکبیر میں شامل ہو تو اس کے لئے دو قسم کی براءتیں لکھی جاتی ہیں ایک آگ سے براءت اور ایک نفاق سے براءت۔" (منتخب احادیث صفحہ 53)

کنز العمال میں ایک حدیث سے نماز باجماعت کی برکات میں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مَنْ صَلّٰی مِنْ اَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلٰی آخِرِهٖ فِیْ جَمَاعَةٍ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ مِّنْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ (منتخب احادیث صفحہ 153)

"جس نے ماہ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پا لیا۔"

امریکہ اور یورپین ممالک میں مسلمان ممالک کی طرح مساجد نزدیک نزدیک تو نہیں ہیں، فاصلے اور دوری پر ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات مساجد میں نماز باجماعت کے لئے آنا مشکل ضرور ہو جاتا ہے اگرچہ ناممکن نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس بارہ میں بھی ارشاد فرمایا ہے کہ: "نماز باجماعت کے لئے دور سے آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت بڑا ثواب ہے اور وہ شخص جو امام کا انتظار یعنی نماز باجماعت کے انتظار میں وقت گزارتا ہے اسے بھی بہت ثواب ملتا ہے اس شخص کی نسبت جو بس نماز گھر پر پڑھے اور سو جائے۔"

(ریاض الصالحین حدیث 1057)

نماز باجماعت کے حوالہ سے بہت ساری احادیث ہیں۔ ہر حدیث ہی ایک ذوق شوق اور ترغیب وتحریص دلا رہی ہے کہ نماز باجماعت کو کسی رنگ میں بھی ترک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ:

"جو شخص گھر سے اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف آئے سوائے نماز باجماعت کے اور کوئی چیز اسے باہر نہ لے جانی والی ہو تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اس کے ذریعہ اس کے درجات بلند ہوتے جائیں گے، اس کی خطائیں اس سے گرادی جائیں گی یعنی جھڑ جائیں گی۔ جب تک وہ نماز کی حالت میں ہے فرشتے اس پر رحمت کی دعائیں بھیجتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر برکات نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم نازل فرما۔"

(ریاض الصالحین حدیث 1065)

پس رمضان میں نماز باجماعت کے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھا کر خاص کوشش کی جائے، خود بھی پڑھیں اپنے بچوں اور فیملیز کو بھی نماز باجماعت کی ترغیب اور یاد دہانی کراتے جائیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی ارشاد ہوا تھا:

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا (133)

اور تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور لگاتار کہتا چلا جا۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں قرآن شریف میں یوں آتا ہے

وَكَانَ یَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ (56)

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیا کرتا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق وعادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 651)

پس رمضان میں نماز باجماعت کی کوشش کریں۔ بچوں اور فیملیز کو اپنے ساتھ لائیں۔ اور اس ماہ میں نماز باجماعت کی ٹریننگ سارا سال کام آئے گی۔ انشاء اللہ

3۔ رمضان میں تلاوت قرآن کریم

رمضان المبارک کا قرآن کریم کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے یہ بابرکت مہینہ ان ایام کی یاد دلاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ہادی کامل حضرت خاتم النبیین ﷺ پر قرآن شریف نازل فرمایا۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ میں یہ اس طرح بیان ہوا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ کہ رمضان کا مہینہ ہی تھا جس میں قرآن کریم اتارا گیا۔

اس لئے رمضان المبارک میں جس قدر بھی ممکن ہو سکے تلاوت قرآن کریم بھی کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکا۔ (اور یہ رک گیا) پس میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ اے میرے رب میں نے اس شخص کو رات کو سونے سے روک دیا تھا۔ (یہ راتوں کو اٹھ کر قرآن پڑھتا تھا۔ یا تہجد میں تلاوت کرتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی یہ سفارش قبول کی جائے گی۔

رمضان المبارک کے دنوں میں مساجد میں درس القرآن کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس میں بھی ہر ممکن کوشش کر کے شامل ہونا چاہئے کیونکہ احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جہاں قرآن پڑھنے کا بہت ثواب ہے اسی طرح قرآن سننے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الاعراف:205)

یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ کی سنت بھی ہے آپؐ نے ایک دفعہ حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! مَیں قرآن پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ آپ پر تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے بھی قرآن سنوں۔" (ریاض الصالحین حدیث نمبر 1008)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے

جو لوگ خدا تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (یعنی مسجد میں) اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید پڑھتے ہیں تلاوت کرتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو پڑھاتے یعنی درس دیتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور خدا تعالیٰ کے فرشتے انہیں اپنے پروں کے نیچے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کا ان کے سامنے ذکر کرتے ہیں جو خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔" (ریاض الصالحین حدیث 1023)

پس خود بھی قرآن پڑھیں۔ گھر والوں کو بھی قرآن پڑھنے کی ترغیب دیں اور مساجد میں درسوں میں بھی بچوں اور فیملیز کے ساتھ وقت پر تشریف لا کر مندرجہ بالا حدیث میں جن برکات کا ذکر ہے ان سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی سکینت، اس کی رحمت، اور فرشتوں کی معیت سے! کیوں کہ "اَلْخَیْرُ كُلُّهٗ فِی الْقُرْآنِ" (کشتی نوح)

تمام بھلائیاں قرآن کریم میں ہی ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا:

"سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب الٰہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ...اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔" (الحکم 17 اکتوبر 1900ء)

4- رمضان کا روزہ بغیر کسی شرعی عذر کے ترک نہ کریں

دین اسلام کے پانچ ارکان ہیں اور ان میں سے ایک روزہ ہے۔ روزہ ہر مسلمان بالغ و عاقل مرد و عورت پر فرض ہے، اور روزوں کی فرضیت مدینہ میں سن دو ہجری میں ہوئی۔ اگرچہ اسلام سے قبل مختلف مذاہب میں روزے کے احکامات موجود تھے مگر ’’روزہ کی عبادت‘‘ کامل شکل میں پہلی دفعہ مسلمانوں ہی میں رائج ہوئی ہے۔ اور قرآن کریم میں روزوں کی غرض و غایت ’’لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ‘‘ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے تاکہ انسان روحانی اور اخلاقی گراوٹوں اور کمزوریوں سے بچ سکے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ ’’روزے ڈھال ہیں۔ پس روزہ کی حالت میں نہ کوئی شہوانی بات کرے۔ نہ جہالت اور نادانی کرے۔ اور اگر کوئی اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو وہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں روزہ دار ہوں۔‘‘
(بخاری کتاب الصوم)

پس ہر ممکن کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجا لانا چاہئے خواہ انسان اس میں کتنی ہی مشکلات سمجھے۔ انسان اگر تھوڑا سا بھی غور کرے تو یہ سب احکامات دراصل اس کے فائدہ ہی کے لئے ہیں۔ آج کل لوگ غذاؤں کے کھانے میں بہت سے پرہیزوں سے کام لیتے ہیں کہ یہ نہیں کھانا، وہ نہیں کھانا اس سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور سائنس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ کم کھانے یا فاقہ کرنے سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے 1500 سال پہلے اس بات کی خبر دے دی تھی کہ ’’صُوۡمُوۡا تَصِحُّوۡا‘‘ تم روزے رکھا کرو صحت مند رہو گے۔‘‘ (تحفۃ الصیام صفحہ 42)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:
مَنۡ اَفۡطَرَ یَوۡمًا مِنۡ شَھۡرِ رَمَضَانَ مِنۡ غَیۡرِ رُخۡصَۃٍ وَلَا مَرَضٍ فَلَا یَقۡضِیۡہِ صِیَامُ الدَّھۡرِ کُلِّہٖ وَلَوۡ صَامَ الدَّھۡرَ
(مسند دارمی بحوالہ تحفۃ الصیام صفحہ 89)

یعنی جس نے بغیر کسی عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی عمداً ترک کیا تو بعد میں اگر ساری عمر بھی اس روزہ کے بدلے، وہ روزے رکھے تب بھی اس کا بدلہ نہ چکا سکے گا۔ لیکن مریض، مسافر، چھوٹے بچے، بوڑھے جو روزہ کی استطاعت ہی نہیں رکھتے، حاملہ خواتین اور دودھ پلانے والیوں کو رخصت بھی اسلام نے دی اور بیماری اور سفر کے ختم ہونے پر وہ گنتی کے ایام پورے کر لیں۔

5- رمضان، قیام اللیل.. تراویح

رمضان المبارک میں ہر نیکی کا بہت ثواب ہے اس لئے خصوصیت سے رمضان میں قیام اللیل یعنی نماز تہجد پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ وہ وقت ہے جس کے بارہ میں احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

رسول خدا ﷺ کی سنت بھی یہی تھی کہ آپ نصف شب کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے یہ ایک زائد نفلی نیکی اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو مرحمت فرمائی ہے۔ ’’وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ‘‘۔ (بنی اسرائیل)

آپ کا یہی دستور تھا۔ اس کے علاوہ امّت میں رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ نماز تراویح کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں شامل ہو کر انسان قرآن کریم بھی سنتا ہے۔

اصل نماز تہجد ہی ہے۔ جو لوگ رات کو نماز تراویح ادا کرتے ہیں پھر بھی انہیں چاہئے کہ وہ نماز تہجد پڑھنے کی کوشش کریں خواہ دو نفل ہی کیوں نہ پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ رمضان کی راتوں میں عبادت کی سنت میں نے تمہارے لئے قائم کر دی ہے۔ بخاری کتاب الایمان میں یہ روایت بھی مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی خاطر عبادت کرتا ہے تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بہرحال نماز تہجد رتبے اور ثواب میں بالا اور افضل ہے، حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی بھاری تعداد باقاعدہ نماز تہجد ادا کرتی تھی۔ قرآن کریم نے ان کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:
تَتَجَافٰی جُنُوۡبُھُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا۔ کہ راتوں کو جب لوگ نیند کے خمار میں ہوتے ہیں تو یہ لوگ (صحابہ کرامؓ) بستروں سے الگ ہو کر اپنے خدا کے سامنے سربسجود اور راز و نیاز میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ خوف اور امید کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت الحاج مولانا نورالدین صاحبؓ سے ایک شخص نے نماز تراویح کی نسبت سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

’’میرے خیال میں ماہ رمضان میں ایک تو روزوں کا حکم ہے دوسرے حسب طاقت دوسروں کو کھانا کھلانے کا، تیسرے تدارس قرآن کا، چوتھے قیام رمضان کا۔ یعنی نماز میں معمول سے زیادہ کوشش کرنا۔ صحابہ میں تین طریقے قیام رمضان کے رائج تھے، بعض تو بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے، بعض آٹھ رکعتیں اور بعض صرف تہجد گھر میں پڑھ لیتے تھے۔ اس پر نووارد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے تو نماز تراویح کا پڑھنا تین چار دن سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا اس لئے بعض لوگ اسے بدعت عمریؓ کہتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا خواہ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک دن ہی نماز تراویح پڑھی ہو اول سنّت تو ہو گئی۔ دوم نہ کرنے سے سنت تو نہیں ٹوٹتی۔‘‘ (تحفۃ الصیام صفحہ 101-100)

دنیا کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ تیسری جنگ عظیم کے بادل منڈلا رہے ہیں، مسلمان ممالک کے حالت بدتر سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور انہیں ابھی تک ہوش نہیں آ رہی۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوتی تھی اسلام کے دفاع کے لئے۔ اب مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے مسلمان ہو گئے ہیں اور بڑی بے رحمی و بے دردی سے قتل عام کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں انہیں ہماری دعائیں ہی بچا سکتی ہیں۔ بلکہ دنیا جس تباہی کی طرف جا رہی ہے دعائیں ہی انہیں بچائیں گی ورنہ کوئی اور ذریعہ باقی نہیں بچا۔ مسلمانوں نے خود اپنی ہلاکتوں کے سامان کر لئے ہیں غیروں سے مل کر مسلمانوں کے قتل اور خونریزی کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور بلاؤں سے سب کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: کہ خدا کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالتیں نہ بدلیں۔

(باقی آئندہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روزے سے محبت

(امۃ الباری ناصر)

روزہ اطاعت الٰہی کی ایک مشق ہے۔ اپنی ضروریات، خواہشات، توجہات کو رضائے الٰہی کے ماتحت کرنے کے لئے نفس کا مجاہدہ ہے۔ قربانی کا حوصلہ ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ نفس کی پاکیزگی کے لئے ہمہ وقت تسبیح، تحمید، ذکر الٰہی، نوافل، نماز، تہجد اور تلاوت قرآن کی ترغیب ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ، صدقہ و خیرات کا تعامل ہے۔ شر سے حفاظت اور خیر کے حصول کی ضمانت ہے۔ اور کھانے میں اعتدال اور کمی سے روحانیت اور ملائک جیسی خصوصیات کا تعارف ہے۔ کماحقہٗ روزے رکھنا بفضل الٰہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔

سید المرسلین ﷺ روحانیت کی ہر راہ کے رہبر کامل ہیں۔ آپؐ پر تزکیہ نفس کے لئے جو بھی احکام الٰہی نازل ہوتے تو پہلے آپؐ خود اس پر تمام تر باریکیوں کے ساتھ عمل فرماتے۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ اصولی اور عملی تعلیم کا کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے اپنی سنت کے ذریعے اس کے قیام کا طریق بتا دیا ہے۔ پس جو شخص حالت ایمان میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے گا اور قیام کرے گا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا‘‘۔
(سنن نسائی کتاب الصوم حدیث نمبر 2180)

آپؐ کو اس عبادت سے اس قدر شغف تھا کہ خاص اہتمام سے کثرت سے روزے رکھتے۔ نبوت کے بعد مکّہ میں جبکہ ابھی روزے کی فرضیت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے آپؐ کئی مہینوں تک مسلسل روزے رکھتے رہے۔ روزے رکھتے تو لگتا اب کبھی ناغہ نہیں کریں گے۔ پھر روزہ چھوڑ دیتے تو لگتا کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔
(بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر 1073)

فرضیت کے بعد رمضان کے علاوہ شعبان کے مہینے میں بھی اکثر روزے رکھتے۔
(بخاری کتاب الصوم 1834)

مہینے کے نصف اول میں اکثر روزے رکھتے اور مہینے میں تین دن معمولاً روزہ رکھتے۔ بالعموم مہینے کے پہلے سوموار اور پھر اگلے دونوں جمعرات کے دن روزہ رکھتے۔
(مسلم کتاب الصیام حدیث نمبر 1972)

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔
(ترمذی باب الصیام)

اس کے علاوہ محرّم کے دس اور شوال کے چھ روزے بھی رکھتے۔ روزے اس طرح بھی رکھتے کہ گھر تشریف لاتے اگر کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو روزہ کی نیت کر لیتے۔
(ترمذی باب الصیام)

آنحضرت ﷺ روزہ رکھنا اس قدر پسند فرماتے تھے کہ بعض اوقات بغیر سحری کھائے روزے کی نیت فرما لیتے اور کئی دن تک یہی تسلسل رہتا مگر دوسروں کو اس طرح وصال کے روزے رکھنے کی از راہ شفقت اجازت نہ دیتے۔ اس کی جو وجہ بیان فرمائی وہ آپؐ کے اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کا بہت حسین اظہار ہے آپؐ نے فرمایا:
’’میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ میں رات ایسی حالت میں گزارتا ہوں کہ میرے لئے ایک کھلانے والا ہوتا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا ہوتا ہے جو مجھے پلاتا ہے۔‘‘
(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1963)

روزوں میں معمولات کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
’’نبی ﷺ نیکی میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملتے اور حضرت جبرئیلؑ رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملاقات کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا نبی ﷺ قرآن کا دور کرتے۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملتے تو آپؐ نیکی میں تازہ چلنے والی ہوا سے بھی تیز ہوتے‘‘۔
(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر ۱۹۰۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ’’رمضان کے مہینے میں آپؐ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ حضرت جبرئیل کے ساتھ ہر ماہ قرآن کریم کی دہرائی فرماتے وفات سے قبل آخری رمضان میں آپؐ نے دو بار قرآن کریم دہرایا‘‘۔
(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

روزہ رکھنے کے شوق اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ غیر معمولی صحت، ہمت و طاقت اور برداشت کے باوجود رضائے الٰہی میں جب روزہ چھوڑنے کا حکم ہوتا تو اس پر عمل فرماتے یہ سمجھانے کے لئے کہ ثواب اطاعت میں ہے آپؐ سفر میں روزہ نہ رکھتے سب کے سامنے کچھ کھانے پینے سے اطاعت کا عملی درس دیتے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ ﷺ مدینہ سے مکہ کے لئے نکلے تو آپؐ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ آپ عسفان پہنچے تو پھر پانی منگوایا اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں۔ پھر آپؐ نے روزہ کھول دیا اور اسی حالت افطار میں مکہ پہنچ گئے۔ اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔۔۔‘‘
(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1948)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں
’’جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت ﷺ کمر ہمت کس لیتے۔ بیدار رہ کر راتوں کو زندہ کرتے خود بھی عبادت کرتے اور اہل بیت کو بھی جگاتے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپ کا یہی معمول وفات تک رہا‘‘۔
(بخاری کتاب الصلوٰۃ التراویح حدیث 1884)

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

گزشتہ دنوں جماعت کے ایک بزرگ اور عالم مکرم عثمان چینی صاحب کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چین کے ایک دور دراز علاقے سے اپنی خاص تقدیر سے نکال کر پاکستان آنے اور احمدیت قبول کرنے اور دینی علم حاصل کرنے اور پھر زندگی وقف کرنے کی طرف رہنمائی کی اور توفیق عطا فرمائی۔

ان کے حالات اور ان کی زندگی اور خدمات اور سیرت کے بارے میں اتنا زیادہ مواد ہے کہ ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ میرے خیال میں خدام الاحمدیہ پاکستان یہ کام بہتر طور پر کرسکتی ہے۔ بہرحال اس وقت میں اس درویش صفت انسان، جماعت کے بزرگ واقف زندگی، مبلغ سلسلہ، عالم، بلکہ حقیقت میں عالم باعمل اور ولی اللہ انسان کا کچھ تذکرہ کروں گا جو واقفین زندگی اور مبلغین کے لئے بھی خاص طور پر اور عمومی طور پر ہر ایک کے لئے، ہر احمدی کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

مکرم محمد عثمان چُو چنگ شی صاحب مرحوم کے خصائلِ حمیدہ کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27؍اپریل 2018ء بمطابق 27؍شہادت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ دنوں جماعت کے ایک بزرگ اور عالم مکرم عثمان چینی صاحب کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چین کے ایک دور دراز علاقے سے اپنی خاص تقدیر سے نکال کر پاکستان آنے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کس کس طرح اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ سلوک کرتا رہا اور انہیں احمدیت قبول کرنے اور دینی علم حاصل کرنے اور پھر زندگی وقف کرنے کی طرف رہنمائی کی اور توفیق عطا فرمائی۔ ان کی اپنی تحریریں ہیں، انہوں نے اپنی یادداشت لکھی ہے اور اس میں کافی تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ تفصیل تو یہاں بیان کرنے کا وقت نہیں۔ انہوں نے مختلف لوگوں کو جو اپنی بعض باتیں بتائیں، لوگوں نے جو اُن کے بارے میں بعض باتیں لکھی ہیں وہ بھی بہت تفصیل سے لکھی ہوئی ہیں اور ان کی تفصیل بیان کرنا بھی یا ان سب کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ بہت ایمان افروز واقعات ہیں۔ ان کے حالات اور ان کی زندگی اور خدمات اور سیرت کے بارے میں اتنا زیادہ مواد ہے کہ ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ میرے خیال میں خدام الاحمدیہ پاکستان یہ کام بہتر طور پر کرسکتی ہے۔ بہرحال اس وقت میں اس درویش صفت انسان، جماعت کے بزرگ واقف زندگی، مبلغ سلسلہ، عالم، بلکہ حقیقت میں عالم باعمل اور ولی اللہ انسان کا کچھ تذکرہ کروں گا جو واقفین زندگی اور مبلغین کے لئے بھی خاص طور پر اور عمومی طور پر ہر ایک کے لئے، ہر احمدی کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ مختلف لوگوں نے ان کی سیرت کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا جیسا کہ مَیں نے کہا بعد میں مختصراً ذکر کروں گا۔

عثمان چینی صاحب معروف تھے عثمان چینی کے نام سے۔ ان کا پورا نام محمد عثمان چو چنگ شی تھا۔ 13؍اپریل 2018ء کو ان کی وفات ہوئی۔ یہ 13؍دسمبر 1925ء کو چین کے صوبہ آن خوئی میں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول کے بعد 1946ء میں نان چنگ یونیورسٹی میں ایک سال کا ایڈوانس کورس کیا۔ پھر نان چنگ نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ چونکہ سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لئے قانون، فلسفہ یا دینیات سیکھنے کا سوچا۔ پہلے کہتے ہیں ترکی جا کر تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ تھا۔ پھر 1949ء میں یہ پاکستان تشریف لے آئے۔ خود تحقیق کر کے انہوں نے بیعت کی۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم شروع کی۔ اپریل 1957ء میں جامعہ احمدیہ سے شہادۃ الاجانب کا امتحان پاس کیا۔ یہ مبلغین کا short course تھا۔ 16؍اگست 1959ء کو آپ نے وقف کیا اور آپ کا تقرر جنوری 1960ء میں ہوا۔ پھر مبلغین کلاس کا کورس پاس کرنے کے لئے انہوں نے دوبارہ اپریل 1961ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ اور 1964ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان میں وکالت تصنیف تحریک جدید ربوہ میں نیز کراچی اور ربوہ میں ان کو بطور واقف زندگی اور مربی خدمت کی توفیق ملی۔ 1966ء میں سنگاپور اور ملائشیا تشریف لے گئے۔ وہاں ان کو تقریباً ساڑھے تین سال سنگاپور میں اور چار مہینے کے قریب ملائشیا میں خدمت کی توفیق ملی۔ 1970ء میں واپس پاکستان آئے اور پھر مختلف جگہوں پہ مربی سلسلہ رہے۔ عمرہ اور حج بیت اللہ کرنے کی بھی سعادت ان کو نصیب ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے بعد جب یہاں لندن میں مختلف دفاتر کا قیام ہوا، کاموں میں وسعت پیدا ہوئی، جماعتی لٹریچر کا ترجمہ کرنے کی طرف زیادہ وسعت پیدا ہوئی تو چینی ڈیسک بھی قائم کیا گیا۔ پھر ان کو یہاں بلا لیا گیا اور آپ کو چینی کتب کے چینی تراجم کی توفیق ملی جس میں چینی ترجمہ قرآن خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جماعتی عقائد اور تعلیمات پر مشتمل کتب بھی آپ نے لکھیں۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی ایک اہلیہ، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ جہاں تک چینی ترجمہ قرآن کا سوال ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہدایت پر انہوں نے 1986ء میں چینی ترجمہ قرآن کا کام شروع کیا۔ اسی سال جون میں آپ کو پاکستان سے برطانیہ بلا لیا گیا اور چار سال کی محنت کے بعد یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ چینی صاحب خود لکھتے ہیں کہ چینی ترجمہ قرآن کا کام کافی وقت چاہتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے ہدایت تھی کہ اسے صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کے موقع پر شائع ہونا چاہئے۔ کہتے ہیں مجھے بہت فکر تھی کہ کام وقت پہ مکمل ہو جائے۔ مناسب آدمیوں کی تلاش تھی جو چینی زبان کا معیار بہتر کرنے اور نظر ثانی کے کام میں مدد دے سکیں اور پاکستان یا یُوکے میں رہ کر یہ کام بڑا مشکل تھا۔ مثلاً اگر چینی زبان میں کسی کو عبور تھا تو اسلامیات سے ناواقف تھا اور اگر دین کا علم تھا تو چینی زبان معیاری نہیں تھی۔ یہ بڑا مشکل کام تھا۔ بہرحال کہتے ہیں جب ترجمہ مکمل ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہدایت پر چین اور سنگاپور جا کر چینی زبان کے ماہرین سے بھی مشورہ کیا۔ اس کو بہتر بنایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چینی زبان میں قرآن کریم کا بڑا معیاری ترجمہ تیار ہوا اور خود یہ بڑی عاجزی سے لکھتے ہیں کہ یہ کام میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس سے یہ ممکن ہوا۔ یہ کہتے ہیں کہ چینی زبان میں اس سے قبل بھی بعض تراجم قرآن کریم موجود تھے اور بعد میں بھی تراجم ہوئے جن کی تعداد دس سے زیادہ ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا جو ترجمہ ہے اس کی اپنی منفرد خصوصیات ہیں جو کسی اور ترجمہ میں نہیں ہیں اور یہ جماعتی علم

کلام کی وجہ سے ایک بڑا شاہکار ہے۔ اس کی اشاعت پر چین اور دوسرے ممالک کے اہل زبان کی طرف سے بیشمار تبصرے موصول ہوئے جن میں اس ترجمہ کو بہترین قرار دیتے ہوئے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جماعت کا ترجمہ کافی مقبول ہے اور اس کی بڑی ڈیمانڈ ہے۔ بعض لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ جماعتی عقائد بیچ میں ڈال دیئے گئے ہیں یا اپنے مطابق تفسیر کر دی گئی ہے لیکن عمومی طور پر ترجمہ کا معیار ہر ایک نے بہت اعلیٰ قرار دیا۔ چین کے ایک پروفیسر لِن سانگ (Lin Song) ہیں انہوں نے ایک کتاب "اس صدی کے چینی زبان میں تراجم قرآن" لکھی جس میں ہمارے ترجمہ قرآن کا بھی ذکر کیا اور اس میں تقریباً پندرہ صفحات ہیں جن میں جماعت احمدیہ کے چینی ترجمہ قرآن پہ اس کا تبصرہ ہے اور پروفیسر صاحب بڑی وضاحت کے ساتھ ہمارے قرآن کریم کے ترجمہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ عام علماء جب ترجمہ کرتے ہیں تو بعض الفاظ کا ترجمہ نہیں کرتے بلکہ ترجمہ کی جگہ وہی عربی لفظ لکھ دیتے ہیں یا حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہیں لیکن آخر تک یوں لگتا ہے جیسے وہ حصہ ان کے لئے مبہم ہے جبکہ عثمان صاحب کے ترجمہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ایسے مقامات کا ترجمہ بھی کرتے ہیں اور جس بنیاد پر وہ ترجمہ کیا ہوتا ہے اس کے تائیدی حوالے حاشیہ میں درج کر دیتے ہیں۔ یہ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ ترجمہ قرآن کے متعلق میں نے تبصرہ لکھا تھا اس کے بعد کئی دفعہ عثمان صاحب سے ملاقات بھی ہوئی۔ میرا تاثر یہ ہے، یہ ایک غیر کا، پڑھے لکھے پروفیسر کا تأثر ہے جو اسلام پر اپنے آپ کو اتھارٹی سمجھتا ہے کہ یہ یعنی عثمان چینی صاحب ایک سیدھا سادہ خاکسار، مخلص، کھرا اور احکام پر سنجیدگی سے عمل کرنے والا شخص ہے۔ کہتے ہیں رمضان میں میں نے انہیں دعوت پر بلایا تھا۔ عثمان صاحب روزہ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو شریعت کی اعلیٰ کتاب سمجھتے ہیں۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ اگرچہ ان کے ترجمہ اور تفسیر کے بعض حصے ہمارے چینی سُنّی فرقہ کے لوگوں کے نقطہ نظر سے مطابقت نہیں رکھتے تاہم کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ یہ شخص توحید کا قائل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا ہے اور احکام الٰہی کی پابندی کرنے والا ہے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل مورخہ 12 مارچ 2012ئ صفحہ 3 جلد 62-97 نمبر 60)

چینی صاحب نے اپنی نگرانی میں جو چائینیز لٹریچر تیار کیا ان کے انگریزی ٹائٹل یہ ہیں۔ Mylife and ancestary چائینیز میں لکھی ہے۔ Introduction to morality چائینیز میں لکھی۔ سات کتابیں ان کی اپنی ہیں۔ ویسے پینتیس کے قریب کتابیں ہیں جو انہوں نے ترجمہ کیں، یا اپنی نگرانی میں کروائی ہیں۔ An outline of Ahmadiyya Muslim jama'at یہ جماعت کا تعارف ہے۔ Outline of Islam۔ اسلام کا تعارف ہے۔ Fundamental questions and answers about Islam بنیادی سوال ہیں اسلام کے بارہ میں۔ Islamic concept of Jihad and Ahmadiyya Muslim Jama'at یہ بھی انہوں نے چائینیز میں کتاب لکھی ہے۔ Ahmadiyya Muslim comunity's contribution to the world یہ لکھی اور انسانی زندگی میں اسلام کی اور مذہب کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ان کی علمی خدمات ہیں۔ میں نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

گھریلو زندگی کے بارہ میں ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ جب میرے لئے پاکستان سے عثمان صاحب کا رشتہ آیا تو میرے والد صاحب نے عمر کے فرق کی وجہ سے رشتہ پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔ ان کی اہلیہ بھی چینی ہیں۔ کہتی ہیں میری عمر اس وقت بیس سال تھی اور عثمان صاحب کی پچاس سال کے قریب تھی۔ کئی ماہ تک والد صاحب نے مجھے اس رشتہ کے متعلق بتایا نہیں۔ پھر آخر جب انہوں نے بتایا تو خط میرے سامنے رکھ دیا کہ میں خود فیصلہ کر لوں۔ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں باہر کے کسی ملک میں ایک بڑے میدان میں بالکل خالی ہاتھ کھڑی ہوں اور اچانک سوچتی ہوں کہ میرا کیا بنے گا۔ تب میں نے کچھ فاصلے پر سفید کپڑوں میں ملبوس ایک شخص کو دیکھا اور ایک آواز سنی کہ تمہاری ساری ضرورتیں اس شخص کے ذریعہ پوری کی جائیں گی۔ کہتی ہیں اس خط کو دیکھنے کے بعد میں نے عثمان صاحب کو خواب میں دیکھا جبکہ وہ سفید کپڑوں میں ملبوس میرے پاس کھڑے تھے اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ بعد میں جب مجھے عثمان صاحب کی تصویر دکھائی گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہی وہ شخص ہے جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا اور اس طرح میں نے رشتہ قبول کر لیا۔ چار سال منگنی رہی۔ پاسپورٹ نہیں بن رہا تھا۔ وہاں کے حالات بڑے خراب تھے اور سیاسی صورتحال اور کلچرل ریولیوشن (Revelation) کی وجہ سے ان کا آنا بہت مشکل تھا۔ کہتی ہیں عثمان صاحب نے ایک خواب میں دیکھا تھا کہ جب ماؤزے تنگ کی وفات ہو گی تو بیوی آئے گی۔ اور ماؤزے تنگ صاحب جو اس وقت کے چائنا کے چیئرمین تھے، ان کی صحت بھی اچھی تھی کوئی بیمار بھی نہیں تھے اور بڑے آرام سے زندگی گزار رہے تھے۔ بہرحال اس پر انہوں نے کہا یہ تو بڑا لمبا عرصہ ہے پتہ نہیں کب آئے۔ اس پر چینی صاحب نے فیصلہ کیا کہ ماؤزے تنگ کو خط لکھیں۔ کہتے ہیں میں خط پوسٹ کرنے جا رہا تھا کہ ماؤزے تنگ کی وفات کی اطلاع مل گئی۔ ان کی بیوی لکھتی ہیں کہ اس کی وفات کے چند دن بعد ہی مجھے اپنا پاسپورٹ مل گیا۔ اور کہتی ہیں چنانچہ میں پاسپورٹ لے کے اپنے والد صاحب کے گھر آئی اور جب میں گھر آئی تو اس رات بہت بارش ہوئی اور اس سے پہلے بہت خشک سالی تھی۔ اتنی بارش ہوئی کہ پانی کے بہاؤ کی وجہ سے زمین میں جو بڑے بڑے کٹاؤ پیدا ہو جاتے ہیں وہ پیدا ہو گئے۔ ایک غیر احمدی ہمسائے نے مجھے کہا کہ تم پہلے آ جاتی تو ہماری یہ خشک سالی دور ہو جاتی۔ بہرحال کہتی ہیں ایک ہفتہ کے بعد میں چائنا سے نکلی اور سامان میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ دو جوڑے تھے جو عثمان صاحب کے چھوٹے بھائی نے مجھے دیئے تھے اور Soya Sauce کی چند cubes تھیں۔ 12/اگست 1978ء کو میں کراچی پہنچی۔ وہاں چوہدری احمد مختار صاحب نے نکاح پڑھایا اور خود ہی میرے ولی مقرر ہوئے۔ تیسرے دن ہم نے چائینیز ایمبیسی میں جانا تھا۔ ٹرین کے ذریعہ ہم گئے جس میں مردوں اور عورتوں کا علیحدہ علیحدہ انتظام تھا اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جب سارے لوگ ٹرین سے اتر جائیں گے تو ہم سٹیشن پر ملیں گے۔ لیکن یہ کہتی ہیں کہ میں تو نئی تھی جس ڈبے میں بیٹھی تھی اس کے سارے لوگ، مسافر اس سے پہلے ہی اتر گئے۔ میں سمجھی یہی آخری سٹیشن ہے اور ٹرین جب دوبارہ چلی تو پھر مجھے احساس ہوا لیکن اس وقت پھر ٹرین پہ چڑھنا مشکل تھا۔ بہت رش تھا۔ خیر میں بڑی پریشان تھی۔ بہرحال ایک پولیس افسر نے جب مجھے پھرتے ہوئے دیکھا تو اس نے ریلوے پولیس والوں کو وہاں بلا لیا اور پھر مجھے چائینیز ایمبیسی بھجوا دیا۔ کہتی ہیں میں نے نقاب اور کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس وقت ایمبیسی والوں کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں چائینیز ہوں کیونکہ ایک عورت برقعے میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ بہرحال انہوں نے ایک چائینیز رسالہ منگوایا اور مجھے کہا پڑھ کے سناؤ اور پھر ٹیکسی کا انتظام کیا گیا۔ بہرحال ایک لمبی کہانی ہے اور کسی نہ کسی طرح وہ پہنچ گئیں۔ ٹیکسی والا راستے میں پوچھتا جا رہا تھا کہ کہاں لے جانا ہے تو اس نے ان کو پہنچا دیا اور بلکہ ٹیکسی والا بڑا حیران تھا کہ میں نے کبھی اس طرح کسی نوجوان عورت کو گھومتے ہوئے اور پھر اس طرح ملتے ہوئے دیکھا نہیں۔ بہرحال کہتی ہیں کہ یہ ہماری زندگی کی ابتدا تھی۔ عثمان صاحب کے بارے میں لکھتی ہیں کہ اچھے خاوند تھے بلکہ میرے روحانی استاد تھے۔ جب میں پاکستان آئی تو انہوں نے سب سے پہلے مجھے نماز پڑھنا سکھائی۔ مسجد میں نماز پڑھانے کے بعد گھر آ کر مجھے باجماعت نماز پڑھاتے۔ کئی کئی گھنٹوں مجھے نماز کے عربی الفاظ سکھاتے۔ انہوں نے مجھے لفظ بہ لفظ اور سطر بہ سطر سکھایا اور نصیحت کی کہ اس کی مشق کرتی رہو اور اگر بھول جاؤ تو دعاؤں کی کتاب پاس رکھو۔ انہوں نے چھ ماہ میں مجھے قاعدہ پڑھنا سکھا دیا۔ انہوں نے مجھے قرآن پڑھنا سکھانا شروع کیا تو ساتھ ہی ترجمہ بھی سکھایا تا کہ میری دلچسپی قائم رہے۔ بہت صبر والے تھے۔ بہت گہرائی تک جا کر مضمون سمجھاتے۔ لمبی مثالوں کے ساتھ سمجھاتے۔ بہت صلہ رحمی رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی والدہ کو چائنا سے پاکستان بلا کر ان کی بھرپور خدمت کی۔ کہتی ہیں بعض دفعہ ہمارے حالات ایسے ہوتے تھے، ایسا وقت بھی آیا کہ دن میں دودھ کی صرف ایک بوتل خرید سکتے تھے اور وہ بھی اپنی والدہ کو دے دیتے تھے۔ جہاں بھی سفر پر جاتے اپنی والدہ کو ساتھ رکھتے۔ چینی صاحب نے والدہ کی بڑی خدمت کی۔ کہتی ہیں آپ کی تمام عمر اپنے کام کے ساتھ لگاؤ پر مشتمل تھی۔ جب آپ کی صحت اچھی تھی تو اکثر رات دیر تک دفتر کام کرتے بلکہ بعض دفعہ کام کرتے کرتے صبح ہو جاتی تھی۔ گھر میں ان کا سب سے اہم کام بچوں کی اچھی تربیت کرنا تھا اور باقی چھوٹے چھوٹے دنیاوی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ اپنے کھانے اور کپڑوں وغیرہ کے متعلق بہت سادہ مزاج تھے۔

پھر ان کی بڑی بیٹی ہیں ڈاکٹر قرۃ العین لکھتی ہیں کہ میرے والد صاحب کی بعض خصوصیات کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ آپ بہت شفیق، مہربان، نہایت محنتی، انتھک، ہمیشہ اچھی امید رکھنے والے، عاجز انسان تھے۔ ہر معاملے میں ہم سارے بہن بھائیوں کو اور پھر اپنے دامادوں کو بھی گفتگو میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ ہماری سکول کی پڑھائی میں دلچسپی لیتے تھے۔ ٹیچر کے تاثرات معلوم کرتے تھے کہ کیا کہا ٹیچرز نے اور کہتے تھے تم لوگوں کی زندگی کا مقصد یہ ہے، دنیا میں اس لئے تمہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، یہ مقصد ہے تمہارا کہ تبلیغ کرو خاص طور پہ چائینیز لوگوں کو اور ہمیں باقاعدگی سے نصیحت کرتے تھے کہ روحانیت، اخلاق اور علم میں ترقی کرتے رہو۔ اور اکثر کہتے کہ تم لوگوں کی شخصیت، عمل اور رویّہ کو دیکھ کر لوگوں کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ خدا کا وجود موجود ہے کیونکہ جو بچے خدا پر یقین رکھتے ہیں وہ ان بچوں سے بہت بہتر ہوتے ہیں جو یہ یقین نہیں رکھتے۔ یہ بھی نصیحت کرتے کہ تمہارے ہر کام میں جو شروع کرو اس میں باقاعدگی ہونی چاہئے۔ کبھی یہ نہیں ہوا کہ بچپن میں ڈانٹا ہو۔ ہمیشہ پیار سے سمجھاتے تھے اور جہاں کبھی سختی کی تو وہ نماز کے بارے میں کہ نمازیں باقاعدگی کیوں نہیں رکھی۔ اور کہتی ہیں بلکہ ہمیں بچپن میں عادت ڈالنے کے لئے پانچوں وقت مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے لے جاتے تھے اور چھٹیوں میں ہمیں کوئی نہ کوئی کتاب پڑھنے کے لئے دیتے پھر اس کا ٹیسٹ لیتے۔ پھر کہتی ہیں کہ انہوں نے کشتی نوح کی ایک بہت پرانی کاپی پڑھنے کے لئے دی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ اس کو پڑھو اس کی اردو اتنی زیادہ مشکل نہیں ہے جتنی دوسری کتابوں کی اردو مشکل ہے۔ اور پھر کہنے لگے کہ یہ کشتی نوح پہلی کتاب ہے جو انہوں نے جامعہ احمدیہ میں خود پڑھی تھی۔ پھر پردے کے بارے میں بھی ان کو فکر تھی۔ یونیورسٹی جاؤ

گی تو پردہ کرنا اور اگر نقاب اتارنے کی مجبوری ہو تو پھر یہ ہے کہ میک اَپ نہیں کرنا اور صرف پڑھائی کے دوران اُتارنا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے انہوں نے پوچھا تھا اور پھر اس کی اجازت دی۔ یونیورسٹی میں اس شرط کے ساتھ پڑھنا ہے کہ تمہارا پردہ ہو اور اگر کلاس میں مجبوراً اتارنا بھی پڑے تو پھر میک اَپ نہیں ہونا چاہئے اور اس کے بعد بھی پھر فوراً پردہ ہو۔

اسی طرح چھوٹی بیٹی ہیں منزہ۔ وہ بھی کہتی ہیں کہ ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ تم لوگوں کو چاند کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس طرح اگر چاند نہ ملا تو ستارے تو مل ہی جائیں گے۔ یعنی کہ ہمیشہ اونچے مقاصد رکھو اور پنجوقتہ نماز باجماعت کے ساتھ ہمیں تہجد کی بھی ترغیب دیتے۔ پانی کے چھینٹے ڈال کر فجر کی نماز پہ اٹھاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے اور کئی گھنٹوں بیٹھ کر بڑے صبر اور تحمل سے ہمارے سوالوں کے جواب دیتے۔ یہ نہیں کہ ذرا سی بات پر تنگ آ جائیں۔ یہ والدین کے لئے بھی ایک نمونہ ہے۔ ہمیشہ یہ کہتے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دی ہیں ان کو استعمال کرو۔ کبھی ضائع نہ کرو اور کہتے جو عمل بھی کرو اسے خدا کی عبادت کی نیت سے کرنا چاہئے۔ روحانی ترقی کی مثال دیتے ہوئے کہتے تھے کہ وہ اس سیڑھیوں کی طرح ہوتی ہے جس میں کبھی کبھی توقّف آ جاتا ہے لیکن پھر ساتھ ہی مزید بلندی کی طرف قدم بڑھتا ہے۔

یہ لکھتی ہیں کہ انہوں نے ہمیں سادگی، عاجزی اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینا سکھایا۔ جب آپ صدر جماعت اسلام آباد تھے تو تمام گھروں میں سینٹرل ہیٹنگ لگائی جا رہی تھی۔ اس وقت انہوں نے یقین دہانی کی کہ ہمارے گھر میں سب سے آخر میں یہ کام ہو۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر داؤد صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جامعہ کی تعلیم کے دوران انہیں اپنے بڑے بھائی اور والد صاحب کی وفات کا ٹیلیگرام آیا۔ تو اس وقت جامعہ کے امتحانات میں مصروف تھے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ افسوسناک خبر بھی جامعہ کے امتحان کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہے اور یہ سوچ کر آپ نے وقت پر امتحان دیئے اور وقت ضائع نہیں کیا۔

ان کے یہ بیٹے ہی لکھتے ہیں کہ چائینیز لوگوں میں تبلیغ کا انہیں بہت شوق تھا۔ جس فنکشن میں بھی جاتے وہاں لوگوں کو احمدیت کا تعارف کراتے اور لٹریچر تقسیم کرتے یہاں تک کہ جب آپ بیمار ہو گئے اور چل نہیں سکتے تھے تو ویل چیئر (wheel chair) پر آتے تھے، اور ویل چیئر کے خانے میں بھی بڑی بڑی کتابیں ڈالنے پر اصرار کرتے تھے تا کہ لوگوں میں تقسیم کر سکیں۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو کبھی ان کے دفتر میں چلا جاتا۔ پین یا پنسل لینے کی کوشش کرتا تو مجھے اپنے آفس میں رکھے ہوئے پین استعمال کرنے نہیں دیتے تھے۔ اور میری والدہ سے کہتے تھے کہ میرے لئے الگ پین خرید کر دو۔ اس کو پین کی ضرورت ہے۔ اور اگر کبھی فوٹو کاپی کروانی ہوتی تو مجھے کہتے کہ گھر سے اپنا کاغذ ساتھ لے کر آؤ اور پھر مشین پر فوٹو کاپی کر لینا۔ پھر یہ بیٹے ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے صفاتی نام یاد کرنے کی تلقین کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے صفاتی نام ہیں وہ یاد کرو۔ انہوں نے چائینیز زبان میں ایک نظم لکھی تھی جس میں اللہ تعالیٰ کے سو صفاتی ناموں کی تعریف کی تھی۔ یہ نظم روزانہ رات کو پڑھتے تھے اور کھیل کی صورت میں ہم بہن بھائیوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام یاد کرنے کا مقابلہ کرواتے تھے اور پھر انعام بھی دیتے تھے۔

دو تین مہینے پہلے یہ اپنے داماد اور فیملی کے ساتھ مجھ سے ملنے آئے تو ان کے داماد لکھتے ہیں کہ مجھے انہوں نے تین پوائنٹ لکھ کے دیئے کہ میں تو بول نہیں سکوں گا۔ انہوں نے میرے سے جو پوچھنا تھا وہ یہ تھا کہ میں کمزور ہوں اور خود کھڑا نہیں ہو سکتا اس لئے ویل چیئر پر بیٹھا ہوں اس کے لئے مجھے معذرت ہے۔ خلافت کا بڑا احترام تھا۔ اور یہ بھی کہ یہ دعا کریں کہ میں آخری سانس تک تبلیغ کرتا رہوں اور اس کی مجھے اجازت بھی دیں اور پھر یہ کہ دفتر میں جا نہیں سکتا تو گھر میں اپنا کام کرنے کی اجازت دیں۔ کام کی دُھن تھی۔ یہ نہیں تھا کہ گھر میں بیٹھا ہوں تو فارغ بیٹھا رہوں۔ گھر میں بھی کام کرتا رہوں۔ یہ جب حج پہ گئے ہیں تو ان کے داماد بھی ساتھ تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ عثمان صاحب نے اپنے دعائیہ جذبات کو چائینیز منظوم کلام میں لکھا ہوا تھا اور ان کو بتایا کہ میں ان جذبات کو اس لئے منظوم کر رہا ہوں تا کہ آئندہ بھی ان سے فائدہ اٹھا سکوں۔ اور حج کے ہمارے گروپ میں ایک موقع پر چند لوگوں نے مکرم عثمان چینی صاحب سے پوچھا کہ آپ کیا لکھ رہے ہیں۔ آپ نے انہیں مختصراً بتایا کہ میں اپنی چائینیز قوم کے لئے دعائیں کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حقیقی اسلام کی طرف ہدایت دے۔ ان سوال کرنے والوں نے کافی حیرت کا اظہار کیا کہ ایک عمر رسیدہ بوڑھا شخص جو اس وقت سہارے کے بغیر آسانی سے چل نہیں سکتا اس کو صرف اپنی قوم کی ہدایت کے لئے فکر ہے۔

پھر چینی صاحب اپنے حالات میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ چین میں بدھ ازم اور کنفیوشس ازم اور تاؤ ازم کی بعض تعلیمات آپس میں مخلوط ہو گئی ہیں اور بہت سے چینی ایک وقت میں ان تینوں مذاہب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر اس زمانے میں انہوں نے ان مختلف تعلیمات کو جمع کر کے اپنے طور پر ایک مذہب بنایا ہے اور اس مذہب میں انسان کی اخلاقی حالت کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ چینی صاحب لکھتے ہیں کہ جب تین چینی اخباروں میں میرے انٹرویو شائع ہوئے تو ملائشیا کی داستا سوسائٹی نے جو نیا مذہب دے ازم ہے اس کی سوسائٹی نے مجھ سے خواہش کی کہ میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے عنوان پر ایک مضمون لکھوں تا کہ وہ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو دوسرے مذاہب کی تعلیمات کے ساتھ ایک رسالہ میں شائع کریں۔ چنانچہ میں نے اس سلسلہ میں ایک مضمون لکھا اور جس پر انہوں نے چینی صاحب کو واپس یہ جواب دیا کہ ہمیں آپ نے اسلام کے بارے میں ایک عظیم الشان مضمون دیا ہم آپ کے بہت ممنون ہیں۔ آپ نے غیر جانبدارانہ رنگ میں اسلام کے حقائق بیان کئے ہیں۔ آپ کی بحث باریک اور لطیف تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہت اچھی طرح مذہب کے علوم حاصل کئے ہیں۔ چینی لوگوں کو اب تک اسلام سے واقفیت نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ چینی زبان میں اسلام کی تبلیغ نہیں ہوئی۔ اب آپ سنگاپور میں اسلام کی اشاعت کے لئے آ گئے ہیں۔ (جب یہ سنگاپور میں تھے۔) تو یہ لازمی بات ہے کہ اسلام ان ممالک میں چینیوں میں پھیل جائے اور چینی لوگ بھی اس سے برکات حاصل کریں۔

آغا سیف اللہ صاحب ان کے کلاس فیلو بھی تھے یا اس زمانے میں جامعہ میں پڑھتے تھے لکھتے ہیں کہ عثمان چینی صاحب میرے کلاس فیلو بھی تھے۔ آپ بھرپور جوانی کی عمر میں پارسا خوش خصائل اور نیک اطوار کے مالک تھے۔ بڑے سوز و گداز سے نماز ادا کرتے۔ نہایت تضرع سے دعا مانگتے تھے۔ نفلی روزے رکھتے۔ نوافل ادا کرنے کے عادی تھے۔ تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی میں کمال شغف رکھتے تھے۔ احمدیت کی نعمت ملنے پر اظہار تشکر کرتے اور ہمیشہ عظیم محبت اخلاص اور فدائیت کے جذبات کا مظاہرہ کرتے۔ لکھتے ہیں کہ یہ سچی شہادت ہے کہ زمانہ طالبعلمی میں بعض اوقات شدت اداسی اور تفکّر میں ان کے آنسو بہنے لگتے۔ اپنی والدہ، بھائیوں سے ملاپ اور ان کی خیریت کے بارہ میں وہاں پر قائم نظام حکومت کی وجہ سے بعض اوقات دکھ کا اظہار کرتے اور بڑے الحاح سے اور تضرع اور سوز سے اپنے خالق حقیقی کے حضور اپنے مطلوبہ مقاصد کے لئے دعائیں کرتے۔ کہتے ہیں یہ نظارے اب بڑی عمر میں بھی میرے لئے قابل رشک ہیں۔ آغا سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ اس بندہ خدا نے اس زمانہ ابتلا میں جو مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص اور دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور احمدیت کی برکت سے سب کچھ دیا اور وافر رحمتوں سے بھی نوازا بلکہ مخلوق خدا نے بھی ان کی قبولیت دعا کے ثمرات سے فیض پایا۔ کہتے ہیں کہ مجھے بھی زمانہ طالب علمی میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی، حضرت مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری، صاحبزادہ سید ابوالحسن صاحب اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں بیٹھنے اور درخواست دعا کرنے اور ان کی قبولیت کے اثرات دیکھنے کی بفضلہٖ تعالیٰ توفیق ملی ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ میں پوری احتیاط سے اپنے مشاہدے اور وجدان سے گواہی دے سکتا ہوں کہ عبادت میں سوز و گداز، دعا میں الحاح و تضرع اور قبولیت دعا کے لحاظ سے ان محترم اکابرین کا عکس محترم عثمان چینی صاحب کی ذات میں موجود تھا۔ کہتے ہیں میں نے خود بھی کئی بار ذاتی معاملات میں ان کی قبولیت دعا کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور پھر یہ لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ مجھے اور میرے ساتھ ملنے والوں کو دعائیں کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ آپ بڑے زیرک اور مومنانہ فراست کے مالک تھے۔ جماعتی انتظامی معاملات میں اظہار رائے میں نہایت محتاط تھے۔ خود بھی نظام جماعت کا احترام مکمل پابندی سے کرتے تھے۔ اپنے دوستوں اور ملنے والوں کو بھی اس کی ہمیشہ تلقین کرتے۔ خلافت سے مکمل روحانی عقیدت رکھتے اور ان کے احسانات پر تشکر کا اظہار کرتے تھے۔ جب بھی کوئی آپ سے درخواست کرتا تو پوچھا کرتے تھے کہ خلیفہ وقت کی خدمت میں درخواست دعا کی ہے؟

یہاں اسلام آباد کے صدر جماعت ڈاکٹر رضوان صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آخری چند سالوں میں انہیں اپنے گھر سے مسجد تک جانے کے لئے جو صرف چند منٹ کا فاصلہ ہے کئی منٹ لگ جاتے تھے اور راستے میں کئی دفعہ رک کر سانس لینا پڑتا تھا۔ مگر اس کے باوجود میں نے کبھی انہیں نماز جمع کرتے نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ جب مغرب اور عشاء کی نمازیں وقفہ بہت کم تھا تو میں نے انہیں عرض کیا کہ آپ گھر جانے کے بجائے مسجد میں عشاء کا انتظار کر لیا کریں یا جمع کر لیا کریں۔ تو فرمانے لگے کہ چلنے سے exercise ہو جاتی ہے اور گھر سے مسجد تک کا فاصلہ طے کرنے کا ثواب بھی مل جاتا ہے اس لئے میں جاتا بھی ہوں اور آتا بھی ہوں۔

رشید بشیر الدین صاحب ابوظہبی میں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی دعاؤں سے غیر احمدی اور احمدی سب ان سے فیض پاتے تھے۔ جب یہ ڈرِگ روڈ کراچی میں مربی تھے تو وہاں قیام کے دوران غیر احمدی مرد و زن چینی صاحب سے اپنی ذاتی اور دیگر معاملات میں مشورے لیتے اور گواہی دیتے کہ ان کے مشوروں پر عمل کرنے سے اور چینی مولوی صاحب سے دعا کروانے کے بعد ان کے بڑے بڑے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ تو مختصر یہ کہ ڈرِگ روڈ کراچی کا مشہور چینی مولوی بلا تفریق مذہب ہر ایک کے لئے فیض

رساں وجود رہا اور بیشمار محبتیں بانٹتا رہا۔ ان کے انگلستان چلے جانے کے بعد ایک لمبے عرصہ تک غیر احمدیوں میں ان کا ذکر اور یاد قائم رہی۔

یہ کہتے ہیں میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ چینی صاحب والدہ کی بڑی خدمت کرتے تھے۔ بعض دفعہ والدہ غصہ میں ڈانٹتیں اور یہ لپک کر ان کو باقاعدہ پیار کرتے۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھتے اور اتنا انہماک ہوتا کہ اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی کہ آس پاس کون دیکھ رہا ہے۔ والدہ سے جو پیار اور ان کا اظہار ہو رہا تھا وہ ایک غیر معمولی تھا۔

جماعت توکموک قرغزستان کے مجانوف محمد صاحب لکھتے ہیں کہ عثمان چُو صاحب سے میری ملاقات 1994ء میں ایک سفر کے دوران جہاز میں ہوئی۔ ابتداءً مجھے یہ اندازہ نہیں ہوا کہ وہ مسلمان ہیں یا جماعت احمدیہ کے عالم ہیں۔ لیکن جب جہاز پرواز کرنے لگا تو انہوں نے بسم اللہ پڑھا تب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے انہیں سلام کیا۔ ہمارا تعارف ہوا اور ہم نے مختلف امور پر گفتگو شروع کر دی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ کو جماعت احمدیہ مسلمہ کے بارے میں معلوم ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں میرے علم میں نہیں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ قرآن کریم کا چینی زبان میں ترجمہ پڑھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جی میں پڑھتا ہوں۔ اس پر کہنے لگے کہ چینی زبان میں قرآن کریم کے کتنے تراجم کا آپ کو علم ہے؟ میں نے کہا کہ اس وقت جتنے تراجم موجود ہیں میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے اور کر رہا ہوں۔ عثمان صاحب نے پوچھا کہ جن مترجمین نے قرآن کریم کے تراجم چینی زبان میں کئے ہیں کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا میں تو سب کو جانتا ہوں۔ تو عثمان صاحب نے کہا ان مترجمین میں سے ایک مترجم کا نام عثمان چُو ہے۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟ میں نے کہا جی میں انہیں جانتا ہوں لیکن میں نے ان کا ترجمہ قرآن نہیں پڑھا اور نہ ہی کبھی ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ عثمان چُو کو کیسے جانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بس مجھے یہ علم ہے کہ وہ عالم ہیں۔ قرآن کریم کا چینی زبان میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ مگر میں نے انہیں کبھی دیکھا نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ میں ہی عثمان چُو ہوں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عثمان چُو صاحب سے ملاقات کر رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنے رابطہ کی اور پھر عارضی طور پر جہاں رہائش رکھے ہوئے تھے اس کی معلومات دیں۔ میں نے بھی انہیں اپنا نمبر دیا۔ ایک دو دن کے بعد مجھے چینی صاحب کا فون آیا کہ آپ کے گھر آ کر آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اتنے بڑے مرتبے کے عالم مجھ سے ملنے میرے گھر آئیں گے۔ میں نے ان کا اپنے گھر میں استقبال کیا۔ ان کے ساتھ دو پاکستانی دوست بھی تھے۔ ہم دس منٹ تک بات چیت کرتے رہے۔ اس کے بعد عثمان چُو صاحب نے مجھے ایک ریسٹورنٹ میں دعوت دی۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ مہمان ہیں اور مجھے آپ کو دعوت دینی چاہئے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ آپ طالب علم ہیں اور میں آپ کا بڑا ہوں اور والدین کی جگہ ہوں۔ اس لئے مجھے آپ کی مدد کرنی چاہئے۔ اس کے بعد ہم ریسٹورنٹ میں گئے۔ کھانا کھایا۔ مختلف امور پر گفتگو ہوئی۔ اور اسی طرح کہتے ہیں کہ ایک دن میں ان کو ملنے گیا۔ سینٹرل بنک کی عمارت تھی۔ ہم نے ان کی رہائشگاہ میں بیٹھ کر گفتگو کی اور عثمان چُو صاحب نے مجھ سے وفات مسیح، مسئلہ ختم نبوت، یاجوج ماجوج، جن، امام مہدی اور اسی طرح قرآن وحدیث کے بارہ میں سوالات کئے۔ میں نے انہیں وہی جواب دیئے جو عام طور پر روایتی مسلمان دیا کرتے ہیں۔ عثمان چُو صاحب مسکرانے لگے اور پھر انہوں نے مجھے ان تمام سوالات کے صحیح جوابات بتائے۔ مجھے الفاظ ہی نہیں مل رہے تھے کہ میں کیا کہوں۔ مجھ پر ان جوابات کا گہرا اثر ہوا۔ اس طرح انہوں نے مجھے قرآن کریم کا ترجمہ اور کچھ کتب بھی تحفہ کے طور پر دیں اور کہا کہ انہیں پڑھو اور پھر ضرور لکھنا اور بتانا کہ ان کتابوں کو پڑھ کر کیسا لگا۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے بہرحال ان کتابوں کو پڑھا اور میری سوچ کلیۃً تبدیل ہو گئی۔ اس وقت مجھے بیعت کا علم نہیں تھا۔ بعد میں پھر میں نے بیعت بھی کر لی۔ اور یہ لکھتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ اس بات کو اعزاز سمجھا کہ مجھے حضرت امام مہدی کے ظہور اور امام مہدی کی سچی جماعت کا علم ہوا۔

دعاؤں کی قبولیت کے لوگوں نے واقعات لکھے ہیں۔ منظور شاد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ربوہ سے کراچی ٹرین پر سفر کر رہے تھے۔ ساٹھ بچے ساتھ تھے۔ ربوہ اطفال کا کوئی فنکشن تھا۔ راستے میں باجماعت نماز ادا کی تو غیر احمدیوں کو پتہ لگ گیا کہ یہ تو احمدی ہیں۔ اس پر مولویوں نے ڈبوں میں تقریر شروع کر دی کہ ان کے خلاف کارروائی کرو۔ ہم بڑے پریشان تھے۔ عثمان چینی صاحب بھی ساتھ تھے۔ اس وقت سیکیورٹی کے لحاظ سے بھی مختلف لوگوں کی مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ تو چینی صاحب نے کہا کہ میری بھی لگاؤ۔ اس پر کہتے ہیں کہ میں نے انہیں کہا آپ کا کام یہ ہے کہ برتھ پہ بیٹھ جائیں اور دعا کریں۔ مولویوں کا پروگرام تھا کہ ملتان پہنچ کر ان کے خلاف کارروائی کریں گے اور ماریں گے۔ لیکن کہتے ہیں کہ ملتان گزر گیا تھوڑی دیر بعد مولوی کی طرف سے خاموشی چھا گئی۔ جا کے دیکھا تو مولوی سویا ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے تو ملتان اترنا تھا لیکن ایسا سویا کہ ملتان سٹیشن بھی گزر گیا اور اس کی آنکھ نہیں کھلی اور اگلے سٹیشن پر کہیں جا کر وہ اترا اور اس طرح کہتے ہیں کہ ہماری جان بچی۔

اسی طرح عدنان ظفر صاحب ہیں کہتے ہیں کہ میرا ہوم آفس میں کام نہیں ہو رہا تھا۔ پاسپورٹ مانگتا تو کہتے کہ ہمارے ریکارڈ میں آپ کا یُوکے کا ریکارڈ ہی کوئی نہیں ہے۔ میں جاب سے چھٹی لے کر تین چار مہینے تک جاتا رہا۔ آخر مایوس ہو گیا۔ ایک دن اسلام آباد میں چینی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ نماز پڑھ کے گھر جا رہے تھے۔ میں نے پاسپورٹ والا اپنا مسئلہ بیان کیا۔ انہوں نے وہیں کھڑے ہو کر دعا کی کہ دعا کرتے ہیں اور اتنی رقّت تھی اور چیخنے والی دعائیں تھیں کہ کہتے ہیں میں بھی ڈر گیا کہ میرے لئے اتنی دعائیں کر رہے ہیں۔ خواہ مخواہ میں نے ان کو تکلیف دی۔ کچھ اور لوگ بھی دعا میں شامل ہو گئے۔ اگلے دن کہتے ہیں میرے وکیل نے جب ہوم آفس فون کیا تو وہاں کوئی اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ کافی لمبی گھنٹی بجی تو وہاں کا جو ڈائریکٹر تھا وہ وہاں سے گزرا اور اس نے فون اٹھا لیا۔ انہوں نے ان کو بتایا کہ اس طرح مسئلہ ہے۔ تو ڈائریکٹر نے کہا کہ اچھا اس سے کہو کہ صبح آ کے مجھے دفتر میں ملے۔ کہتے ہیں میں دفتر میں گیا۔ مسٹر رچرڈ ان کا نام تھا۔ میں reception میں گیا اور reception کو میں نے کہا میں نے ان سے ملنا ہے تو reception والوں نے کہا کہ یہ بڑا افسر ہے وہ تمہیں کہاں ملے گا۔ تم ہمیں بتاؤ تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا نہیں مجھے انہوں نے خود بلایا ہے۔ کوئی افسر کو اطلاع کرنے کو تیار نہیں تھا۔ آخر ایک آدمی تیار ہوا۔ اس نے جا کر بتایا تو مسٹر رچرڈ خود اپنے دفتر سے اٹھ کے آئے۔ ان کو اپنے ساتھ کمرے میں لے گئے۔ اپنے کمپیوٹر پہ سارا ریکارڈ تلاش کیا۔ پھر اپنے سیکرٹری کو بلایا اور خط دے دیا کہ ان کو پاسپورٹ ایشو کر دیا جائے اور اس کے بعد پھر واپس باہر چھوڑنے آئے۔ اور سارا عملہ دیکھ رہا تھا کہ یہ کون غیر ملکی بڑا آدمی آ گیا ہے کہ جس کو چھوڑنے کے لئے اتنا بڑا افسر باہر آیا اور دروازہ کھول کر رخصت کر رہا ہے۔ تو اس کو میں کیا بتاتا۔ کہتے ہیں اس وقت میری جو حالت تھی کہ یہ عثمان چُو صاحب کی رقّت بھری دعائیں تھیں جس نے چار مہینے سے پھنسا ہوا کام صرف ایک دن میں کر دیا اور نہ صرف ایک دن میں کر دیا بلکہ بڑے افسر کے ہاتھ سے خود کروا دیا۔

واقعات تو بیشمار ہیں اتنے زیادہ ہیں کہ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ جو بیان ہو ہی نہیں سکتے۔ چند ایک جو اُن کے قریبی ہیں ان کے بارہ میں بتا دیتا ہوں۔

سید حسین احمد صاحب مربی لکھتے ہیں کہ ہفتہ وار ہمارا اجلاس ہوتا تھا۔ ہمارے مربیان کے پاس سواریاں تو تھیں نہیں۔ بسوں میں بیٹھ کے چلے جاتے تھے۔ رات دیر تک میٹنگ ہوتی تھی جب اس کے بعد جانے کے لئے یہ ہوتا تھا کہ ہم اس انتظار میں ہوتے تھے کہ کسی نہ کسی عاملہ ممبر کے ساتھ چلے جائیں۔ لیکن عثمان چینی صاحب نے کبھی اس کا انتظار نہیں کیا پیدل ہی چل پڑتے تھے یا کوئی بس مل جاتی تھی راستے میں یا کوئی نہ کوئی سواری ان کو لے جاتی تھی اور جس جگہ مشن ہاؤس میں رہتے تھے وہاں اتنی جگہ تھی کہ ایک دفعہ جب انہوں نے دعوت کی تو ہم نے پوچھا کہ آپ رہتے کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یہی کمرہ ہے جو عورتوں کا ہال ہے۔ جب عورتیں نماز پڑھنے آتی ہیں تو اپنا سامان ہم سمیٹ لیتے ہیں اور اس کے بعد یہی ہماری سونے کی جگہ ہے۔ یہی ہمارے کھانے کی جگہ ہے۔ یہی سب کچھ ہے۔ بڑی عاجزی سے انکساری سے چھوٹی سی جگہ پر رہتے رہے۔

رشید ارشد صاحب ہیں جو چینی ڈیسک میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ بڑا لمبا عرصہ کام کیا۔ یہ کہتے ہیں تینتیس سال کام کرنے کا موقع ملا اور ان کے بارے میں جو خصوصیات ہیں وہ لکھتے ہیں کہ نماز باجماعت میں باقاعدگی اور عبادت میں شغف ہمارے لئے ایک نمونہ تھا۔ بارش ہو طوفان ہو برف باری ہو بڑی باقاعدگی سے نماز باجماعت کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تھے اور کہتے ہیں ہم نے آپ کو اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے کافی کمزور ہو چکے تھے اور اسلام آباد مسجد سے گھر آنے کا، (پہلے بھی اس کا ذکر ہو گیا) چند منٹ کا فاصلہ پندرہ بیس منٹ میں سانس لے لے کر طے کرتے تھے لیکن مسجد ضرور آتے تھے۔ تہجد کا باقاعدگی سے التزام رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کہتے ہیں ہم لمبا سفر کر کے چین کے ایک علاقے میں گئے اور پھر وہاں بھی مقامی احمدی لوگوں سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی اس لئے میرا خیال تھا کہ تہجد کے لئے اٹھنا مشکل ہو گا۔ لیکن صبح دیکھا کہ چینی صاحب تہجد ادا کر رہے ہیں اگرچہ مختصر ادا کی لیکن ناغہ نہیں کیا۔ چینی صاحب نے خود بھی اس بارہ میں لکھا ہے۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جب چین سے ربوہ آئے تو دیکھا کہ ربوہ کے بزرگان کس سوز وگداز سے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ اعتکاف کرتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں سنتا بھی ہے۔ اس بات کا آپ پر خاص اثر ہوا اور آپ نے ارادہ کر لیا کہ میں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلوں گا۔ اس وقت آپ کو خلیفہ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہنمائی میسر تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے وجودوں کی صحبت نصیب تھی۔ مولانا غلام رسول راجیکی صاحب، حضرت مختار احمد صاحب شاہ جہان پوری، حضرت محمد ابراہیم صاحب بقاپوری، سید ولی اللہ شاہ صاحب وغیرہ کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی صحبت کی وجہ سے آپ کی شخصیت کو مزید ابھارا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کا مزید تعلق پیدا ہوا۔

کہتے ہیں کہ تبلیغ میں بھی آپ بہت پُرجوش تھے۔ عموماً خاموش طبع اور کم گو طبیعت کے مالک تھے۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ جب تبلیغ شروع ہوتی تھی تو آپ میں غیر معمولی قوت اور جوش پیدا ہو جاتا تھا اور گھنٹوں گفتگو کرتے تھے۔ کئی مرتبہ فون پر بھی گفتگو شروع ہوتی تو وقت کا احساس ختم ہو جاتا اور گھنٹہ گھنٹہ گفتگو ہو جاتی۔ مہمان نوازی بھی آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ کہا کرتے تھے کہ ہمارے والد بہت مہمان نواز تھے کیونکہ گاؤں میں کوئی ہوٹل نہیں تھا اور ان کے والد کہا کرتے تھے کہ ہمارا گھر ہی ہوٹل ہے۔ مہمان نوازی میں چینی صاحب کی اہلیہ بھی آپ کا بھرپور ساتھ دیتی تھیں۔

اسی طرح جتنے مرضی تھکے ہوں ہر ایک کے جذبات کا خیال رکھنے والے تھے۔ ایک دفعہ رات دیر تک میٹنگ ہوتی رہی اور جب کار میں بیٹھنے لگے تو کسی نے کہا کہ میرا گھر قریب ہے وہاں چلیں تو رشید صاحب کہتے ہیں ہمارا تو خیال تھا کہ انکار کر دیں گے لیکن چل پڑے اور وہاں جا کر اس شخص نے پھر کھانے کا بھی انتظام شروع کر دیا۔ بڑی دیر تک وہاں رہے۔ آپ رات کو Late ایک بجے کے قریب پہنچے۔ لیکن یہ نہیں تھا کہ اس کو انکار کر دیں یا یہ کہیں کہ جلدی کرو میں نے جانا ہے۔

اسی طرح نصیر احمد بدر صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب مجھے چینی زبان سیکھنے کا ارشاد ہوا تو اس کے بعد ان سے رابطہ ہوا۔ وہاں چین کے بہت سے علاقوں میں جا کر دعوت الی اللہ کی توفیق ملتی رہی اور اس موقع پر عثمان چینی صاحب کی نہایت مفید رائے اور مشوروں سے بہت فائدہ اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ خطوط کے ذریعہ سے وہاں میری رہنمائی کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ہزاروں چینیوں کو زبانی اور کتب، فولڈر کی شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کا موقع ملتا رہا۔ کہتے ہیں تقریباً ہر جگہ عثمان چینی صاحب کا ذکر نہایت اچھے الفاظ میں ہوتا رہا جو چین میں اسلام کے ایک بہت بڑے سکالر سمجھے جاتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں چینی زبان کا جو یادگار لٹریچر اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ کبھی آپ کو مرنے نہیں دے گا۔ ان کے قلم سے نکلی ہوئی چینی زبان کی بیسیوں کتب اور تراجم کا ایک سمندر ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن سے اخذ کیا ہے اور ترجمہ کر کے لوگوں تک پہنچایا۔ ان کی فصیح و بلیغ چینی زبان بھی اپنے اندر ایک خاص کشش و جذب کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ کہتے ہیں اس بات کا اندازہ مجھے چین کے ایک مسلمان مدرسہ میں جا کر ہوا جہاں پہلی دفعہ جانے پر تو انہوں نے کوئی خاص ردّ عمل ظاہر نہیں کیا۔ مسلمانوں کا جو علاقہ ہے وہاں مدرسہ میں گیا لیکن جب میں کچھ عرصہ بعد دوبارہ وہاں گیا تو تمام چینی مسلمان اور امام صاحب بڑا پیار کرتے اور بڑی چاہت سے ملتے تھے۔ اس پر ایک دوست سے میں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب میں پہلی دفعہ آپ کے پاس آیا تھا تو آپ میں اتنی چاہت نہ تھی جتنی اب ظاہر ہو رہی ہے۔ اس پر ایک چینی دوست نے بتایا کہ آپ جو چینی زبان کی کتب مولوی صاحب کو دے گئے تھے ان میں سے خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منتخب تحریرات کا چینی ترجمہ وہ خطبہ میں پڑھ کر سناتے ہیں تو ہمارے اندر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہم نے اس سے پہلے اس قسم کی شاندار تحریرات اپنی پوری زندگی میں نہیں سنیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں مزید اس قسم کی کتب لا کر دیں۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ چینی صاحب کے آبائی گاؤں میں جانے کا موقع ملا۔ ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات ہوئی۔ سارے کے سارے عثمان چُو صاحب کا نہایت ادب اور محبت سے ذکر کرتے۔ ہر کوئی آتا اور عثمان چُو صاحب سے اپنا رشتہ بتا کر بڑی خوشی کا اظہار کرتا اور کہتے ہیں جتنے دن میں وہاں ٹھہرا سب نے بڑا خیال رکھا۔ بڑی مہمان نوازی کی۔ بڑی آؤ بھگت کی۔ صرف اس لئے کہ عثمان چینی صاحب کو میں جانتا ہوں اور جماعت احمدیہ کا نمائندہ ہوں۔ کہتے ہیں عثمان چینی صاحب کا چینی زبان میں کیا ہوا قرآن کریم کا ترجمہ نہایت سلیس اور آسان الفاظ میں ہر کسی کو سمجھ آنے والا ترجمہ ہے جس میں چینی زبان کی فصاحت و بلاغت کا معیار بھی جھلکتا نظر آتا ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ قرآن کریم کے دوسرے تراجم بھی چینی زبان میں موجود ہیں لیکن عثمان چو صاحب کا ترجمہ پورے چین میں یکساں مقبول اور سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا اندازہ بہت سے چینی علماء سے مل کر ہوا جو جماعت کے عقائد سے اختلاف رکھنے کے باوجود اس ترجمہ کو نہایت پسندیدہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے حد درجہ چاہت رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ علاقے کے دورے کے دوران جب ایک بزرگ امام نے میرے پاس یہ ترجمہ دیکھا تو ان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ اِن کے پاس چینی صاحب والا ترجمہ تھا اور اس کو دیکھ کر انہوں نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور بار بار کہتے رہے کہ مجھے اس ترجمہ کی لمبے عرصہ سے تلاش تھی کیا آپ مجھے یہ قرآن کریم عطا کر سکتے ہیں؟ ہم نے انہیں کہا کہ اس وقت تو ہمارے پاس صرف ایک ہی نسخہ ہے۔ آپ اپنا ایڈریس بھجوا دیں ہم آپ کو عثمان چینی صاحب سے منگوا دیتے ہیں۔ تو کچھ دیر سوچ کر کہنے لگے کہ آپ یہ قرآن کریم تھوڑی دیر کے لئے مجھے ادھار دے دیں۔ میں اس کی فوٹو کاپی کروا لیتا ہوں۔ قریباً ساڑھے چودہ سو صفحات پر مشتمل اس ترجمہ کی فوٹو کاپی کرنے پر ان کا یہ شوق دیکھ کر ہم نے پھر ان کو قرآن کریم دے دیا اور وہ اتنے خوش ہوئے اور بار بار شکر ادا کرتے تھے کہ جیسے ان کو کوئی بے بہا خزانہ مل گیا۔ خزانہ تو یقیناً ہے۔ خوشی کا اظہار ان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

اسی طرح ان کے بیشمار رابطے تھے۔ ابھی بھی ان کے رابطے تھے۔ اسی طرح اور مبلغین جو وہاں رہے ہوئے ہیں انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ چین میں جہاں بھی ہم جاتے تھے ہر جگہ چینی صاحب کا ذکر تھا۔ ظفر اللہ صاحب بھی وہاں مربی سلسلہ رہے ہیں۔ آجکل پاکستان میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ 2004ء میں چینی صاحب جب پاکستان تشریف لے گئے تو اسلام آباد سے ربوہ کے سفر کے دوران کلر کہار کے علاقے میں مجھے لے جا کر وہ جگہ دکھائی جہاں آپ جامعہ میں تعلیم کے دوران آ کر چلّہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی قبولیت دعا کا ایک واقعہ بھی بیان کیا کہ کس طرح ایک گھر میں تشریف لے گئے جن کے ہاں شادی کے دس سال بعد تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ چلّہ کے دوران چینی صاحب سے اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی۔ چینی صاحب نے دعا کی اور خواب میں دیکھا کہ ان کے صحن میں چارپائی پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سوئے ہوئے ہیں۔ آپ نے یہ خواب ان کو سنائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا کرے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹے سے نوازا۔ یہ جب کلر کہار میں چلّہ کیا کرتے تھے تو مجھے بھی یاد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے میں ہم چھوٹے ہوتے تھے۔ میں بھی ایک دفعہ اس جگہ گیا تو نیچے ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور قرآن کریم ہاتھ میں تھا۔ دعائیں کر رہے تھے۔ پھر ہم لوگوں نے بچوں نے بھی اور بڑوں نے بھی ان کو دعا کے لئے کہا۔ بڑے مسکراتے ہوئے جواب دیا کرتے تھے اور بڑی شفقت کا سلوک کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر نوری صاحب بھی لکھتے ہیں کہ 2004ء میں چودہ پندرہ سال قبل جب ان کا چیک اَپ کیا گیا تو تشخیص ہوا کہ ان کو دل کی بیماری ہے اور اس کا علاج بھی کوئی نہیں کیا جا سکتا۔ کہتے ہیں مجھے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ محض دعا اور چند معمولی ادویات کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں تھی۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے survival کے چانس بہت کم ہوتے ہیں اور چند سال سے زیادہ نہیں جی سکتے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ چینی صاحب کو کئی بار ملا ہوں اور علالت کے باوجود کمزوری کے آثار تو ظاہر ہوتے رہے لیکن اللہ کے فضل سے آپ نے کبھی اپنی بیماری کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں حائل نہیں ہونے دیا اور کام ہمیشہ کرتے رہے۔ کبھی یہ نہیں ہوا کہ بیماری کی وجہ سے کام نہ کریں یا عبادتوں میں کمی بلکہ ایک نے مجھے لکھا ہے کہ برف شدید پڑی ہوئی تھی ہمارا خیال تھا کہ چینی صاحب کے لئے آنا مشکل ہو گا۔ آج فجر کے وقت برف زیادہ ہے اور اس وقت چلا بھی نہیں جا رہا تو کوئی مسجد میں نہیں آئے گا لیکن کم از کم جا کے مسجد تو کھولتے ہیں لیکن کہتے ہیں جب ہم باہر نکلے تو برف پہ پاؤں کے نشان تھے اور جب اندر گئے تو دیکھا کہ چینی صاحب مسجد میں نہ صرف آئے ہوئے ہیں بلکہ بہت پہلے برف میں چل کر آئے اور آ کر تہجد کی نماز وہاں ادا کر رہے تھے۔

عطاء المجیب راشد صاحب نے ان کا جو خلاصہ لکھا ہے وہ اچھا خلاصہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے بہت بڑا خلا چھوڑا۔ بلند پایہ بزرگ تھے۔ کہتے ہیں مَیں چینی صاحب کی خصوصیات کے بارے میں سوچ رہا تھا تو مجھے ذہن میں آیا کہ بہت دعا گو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ نمازوں کے بیحد پابند، بیماری اور کمزوری کے باوجود مسجد جانے والے، بہت نیک اور خدا ترس، بے ضرر انسان تھے۔ ہر ایک کی خیر خواہی کرنے والے اور نیک مشورہ دینے والے تھے۔ بہت سادہ مزاج اور بے تکلف انسان تھے۔ بہت مہمان نواز اور محبت بھرے اصرار سے مہمان نوازی کرنے والے تھے۔ بہت بلند ہمت اور کمزوری کے باوجود متحرک خدمت دین میں مصروف اپنی ذمہ داری کو بہت اخلاص محنت اور محبت سے ادا کرنے والے، خدمت دین کرتے چلے جانے کی ایک دُھن بہت نمایاں تھی۔ خلافت احمدیہ کے سچے، بے ریا اور باوفا خدمت گزار تھے۔ ہمیشہ بہت خندہ پیشانی اور مسکراہٹ سے ملتے تھے اور بیشمار ان کی خصوصیات ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے جو انہوں نے بیان کی۔

اللہ تعالیٰ مکرم عثمان چینی صاحب کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور ان کی اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو اور اسی طرح بچوں کو بھی ان کی دعاؤں اور نیکیوں کا وارث بنائے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ مَیں اب نماز کے بعد ان کا نماز جنازہ بھی پڑھوں گا۔ انشاء اللہ۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مجلس سوال وجواب

مرتبہ: منیر احمد شاہین۔ مربی سلسلہ

مسئلہ ختم نبوت

8 فروری 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ لندن میں منعقدہ ایک مجلس سوال و جواب میں **ایک غیر از جماعت دوست نے یہ سوال کیا کہ ’’مولوی صاحبان سے یہ سُنا ہے کہ مرزا صاحب کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد آخری نبی کہا جاتا ہے۔ اِس بات کی وضاحت فرمائیں؟‘‘**

حضور رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

’’**یہ بات تو ہے ہی غلط کہ نعوذ باللہ من ذالک ہم حضرت مرزا صاحب کو آخری نبی کہتے ہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ زمانے کے لحاظ سے آخری ہونا کوئی فضیلت کا مقام نہیں ہے۔** یہ ہے بنیادی مسلک۔ اِس پر غور ہو جائے پھر باقی بات ساری سمجھ آجائے گی۔ ہم کہتے ہیں کہ اِنسان کا اِتفاقاً زمانے کے لحاظ سے بعد میں ہونا اَور آخری ہونا کوئی فضیلت کی وجہ نہیں۔ اَگر یہ فضیلت کی وجہ ہو تو سب سے آخری اِنسان جو دُنیا میں مَرے اُس کو سب سے زیادہ معزز ہونا چاہئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت اشرار النّاس پہ آئے گی۔

(السنن الواردۃ فی الفتنۃ للدّانی :باب ماجاء أن السّاعۃ تقوم علی اشرار النّاس۔ دلیل الفالحین للطرق ریاض الصالحین: مقدمۃ الشارح باب: باب الخوف)

سب سے زیادہ شریر لوگ، بدمعاش اَور گندے لوگوں پر قیامت آئے گی وہ آخری ہوں گے۔ تو آخری اِتفاقاً گندہ بھی ہو سکتا ہے اَور اِتّفاقاً اچھا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن آخری ہونا فی ذاتہٖ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ کلاس سے ایک آخری لڑکا نکلتا ہے اُس میں کیا خوبی ہے؟

ہاں مضمون کے لحاظ سے آخری ہو جس کے بعد اَور کوئی نہ آتا ہو۔ مرتبہ کے لحاظ سے، مقام کے لحاظ سے آخری ہو تو یہ ایک ایسی شاندار فضیلت ہے جس کا دُنیا میں کوئی معقول آدمی اِنکار نہیں کر سکتا۔ تو دوسرے علماء سے ہماری بحث چلتی ہے۔ **ہم کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ فضیلت کے مقام میں آخری ہیں تو ہم سوفیصدی متّفق ہیں۔** آنحضورؐ کے بعد سوائے خدا کے کِسی کا مقام ہی کوئی نہیں۔ اللہ اَور محمد مصطفیٰ ﷺ اَور اِنسانی مرتبے کے لحاظ سے اگر اُونچائی کا تصوّر کریں تو سب سے آخر پر حضورِ اَکرم ﷺ دکھائی دیں گے۔ اَور اَگر اَولیّت کو مرتبے کے لحاظ سے پہلے سمجھیں تو سب سے اَوّل بھی آنحضرت ﷺ دِکھائی دیں گے۔ چنانچہ جب اَوّل اَور آخر رسولِ اَکرم ﷺ کے لئے قرآن میں یا حدیث میں اِستعمال ہوتا ہے تو مرتبے میں اِستعمال ہوتا ہے نہ کہ زمانہ میں، کیونکہ زمانہ میں آپؐ اوّل نہیں تھے۔ اِس کے باوجود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اَبھی آدم اَپنی تخلیق کی مٹی میں کروٹیں بدل رہا تھا۔ مَیں اُس وقت بھی خاتَم النّبیّین تھا۔

(مسند احمد بن حنبلؒ: حدیث عرباض بن ساریہ: حدیث نمبر 16700 جلد 4 صفحہ 127۔ الطبعۃ الاولیٰ: بیروت لبنان)

قرآنِ کریم آپ کو اوّل قرار دیتا ہے۔ حضرت اِبراہیم علیہ السّلام کے لئے بھی لفظ اوّل قرآنِ کریم اِستعمال فرماتا ہے۔ **تو زمانہ کا اوّل تو بالکل اِتّفاقی حادثات کی بات ہوتی ہے۔ مرتبے کا اوّل ہونا اصل مقام ہے۔** پس اَگر ہمارا زور ہی اِس بات پر ہے تو مسیحِ موعودؑ کو آخری کہہ کے ہم حاصل کیا کر سکتے ہیں؟ ہم تو کہتے ہی یہ ہیں کہ اِتّفاقاً آخری ہونا حقیقت میں باعثِ فضیلت ہی نہیں ہے۔

دوسرے ہم یہ کہتے ہیں کہ **آخری جہاں جہاں فضیلت کے معنے رکھتا ہے وہاں وہاں ہم سوفیصدی رسول اللہ ﷺ کو آخری مانتے ہیں۔ مثلاً کتاب کا آخری ہونا اِن معنوں میں کہ اِس کے بعد کوئی شریعت نازل نہیں ہونی۔ آنحضرت ﷺ کا حرفِ آخر ہونا کہ آپ کا حکم قیامت تک نہیں ٹوٹے گا۔ حرفِ آخر! اُردو میں اس کو کہتے ہیں۔ last word انگریزی میں کہتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی شخص، کوئی authority ایسی نہ آسکے جو اُس کے حکم کو تبدیل کر دے۔ اُس کی شریعت آخر، اُس کا حکم آخر، اُس کی سُنّت آخر، اُس کا دین آخر! اِن سارے معنوں میں آنحضرت ﷺ کو آخری نبی اَور خاتم النّبیّین مانتے ہیں اور اس کے لئے عقلی دلائل رکھتے ہیں۔ تو ہم پر یہ جھوٹا الزام ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ بالکل جھوٹا اِلزام ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کو فضیلت کے مقام پر آخری نہیں مانتے۔**

ہر عزّت اور فضیلت کے مقام پر ہم آنحضرت ﷺ کو آخری مانتے ہیں۔ اور اِن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بار بار اپنے دعویٰ کی وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے تو جو کچھ پایا ہے اُس سے پایا ہے۔ ؎

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا\
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

کہ ہم نے تو سب محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے پایا ہے اور اے خدا! تُو اِس بات کا گواہ ہے کہ اَپنی طرف سے نہ ہم کچھ لائے، نہ ہمیں کوئی فضیلت حاصل ہوئی اور جس نے حق یعنی خدا دکھایا ہے۔ وہ محبوبِ اَزلی یہی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اَور اِسی مضمون کا شعر ہے۔ ؎

اُس نُور پر فِدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں\
وہ ہے۔ مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

. . . اُس نُور پر فِدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں۔ مَیں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے حُسنِ اَزل پر، اُس کے نُور پر فِدا ہو چکا ہوں اَور اُسی کا ہو گیا ہوں۔ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔ وہی ہیں، مَیں کچھ نہیں ہوں، میرا وجود ہی کامل طور پر اُس کے اندر مٹ چکا ہے۔ یہ دعویٰ ہے جس کو نعوذ باللہ من ذلک مولوی گستاخی کا دعویٰ اَور برابر کی نبوّت کا دعویٰ اَور مقابلے کا دعویٰ بنا کر مسلمانوں کو اِشتعال دِلاتے ہیں اور اِن بیچاروں کو نہ اپنے دین کا پتہ نہ کسی اور کے دین کا پتہ۔ . . تو اَب اُن کو کیا پتہ لگے گا کہ اصل دین ہے کیا؟ اِسلام کیا ہے؟ اَحمدی کیا کہتے ہیں؟ اپنا پتہ کوئی نہیں۔ ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ خود تحقیق نہیں کرتے، مولوی سے سُن لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں۔

خَاتَم کا معنیٰ جو اصل لفظ ہے قرآنِ کریم میں اُس کا معنیٰ جماعت اَحمدیہ مختلف طریقے پر پرکھتی ہے۔ بتاتی ہے ان کو اور یہ دعویٰ کرتی ہے کہ خاتَم کے ہر معنی پر جو ثابت شدہ ہے ہم یقین رکھتے ہیں اور آپ نہیں رکھتے۔ ہم تو مولویوں سے یہ مقابلہ کر رہے ہیں۔ وہ ہماری بات آپ تک پہنچنے نہیں دیتے۔ پاکستان گورنمنٹ نے ساری کتابیں ضبط کر لی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بھی اور اِس مضمون پر جو کچھ لکھا جاتا ہے اُسے ضبط کر لیتے ہیں۔ اگر ہماری بات بودی تھی، جھوٹی تھی، کھوکھلی تھی تو حکومت کو اپنے خرچ پر ہماری باتیں لوگوں تک پہنچانی چاہئیں تھیں۔ وہ روکیں کیوں ڈال رہے ہیں؟ ڈرتے ہیں۔ پتہ ہے یہ بات پہنچی تو لوگ مان جائیں گے۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب ربوہ تشریف لائے، کئی دفعہ ایسا ہوا مگر ایک دفعہ ایسا ہوا۔ پرانی بات ہے مَیں اُس وقت خلیفہ نہیں تھا۔ ایک عام اِنسان تھا، عام تو اَب بھی ہوں مگر خدا تعالیٰ نے اَبھی مجھے یہ ذمہ داری نہیں دی تھی۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ آپ مجھ سے ختمِ نبوّت پر بحث کرنے آئے ہیں۔ پہلے اُصول طے کر لیں، کہتے ہیں کرو۔ مَیں نے کہا مَیں اِس شرط پر مناظرہ کروں گا کہ ختمِ نبوّت پر مَیں کامل یقین رکھتا ہوں اور آپ نہیں رکھتے۔ تو وہ ہڑبڑا اُٹھے کہ یہ اُلٹی بات، مَیں اِن کو مجرم کرنے کے لئے آیا ہوں اَور یہ مجھے کہہ رہا ہے، ملزم کر رہا ہے کہ تم یقین نہیں رکھتے۔ کہنے لگے کرو مناظرہ!

مَیں نے کہا پہلے آپ مجھے بتائیں کہ وہ کون سا معنیٰ ہے آپ کے نزدیک جس پر آپ سمجھتے ہیں کہ مَیں یقین نہیں رکھتا اَور آپ رکھتے ہیں۔ کہنے لگے ’’سب نبیوں کو ختم کرنے والا!‘‘ مَیں نے کہا پکّے ہو جائیں اچھی طرح اِس پہ۔ پنجابی میں کہتے ہیں ناں پکّے پیریں، کہنے لگے پکّے پیریں، اِس بات پہ پکّا ہو گیا۔ مَیں نے کہا اَب بتائیں کس طرح نبیوں کو ختم کیا؟ سب کو کیا؟ کہنے لگے ہاں جی سب کو کیا۔ مَیں نے کہا حضرت عیسیٰؑ اُن میں شامل تھے؟ تھوڑا سا ڈرے۔ کہنے لگے ہاں شامل تھے۔

مَیں نے کہا ایک آدمی دوسرے کو کس طرح ختم کرتا ہے؟ یا جسمانی طور پر قتل کرتا ہے یا اُس کا فیض ختم کرتا ہے۔ ختم کا تیسرا تو کوئی معنیٰ نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ سے پہلے جتنے نبی گزرے تھے وہ اَپنی موت آپ مَر گئے تھے اور حضرت رسولِ کریم ﷺ نے اُن کو خود تو قتل نہیں کیا۔ صرف ایک test case باقی تھا یعنی حضرت مسیحؑ وہ اتّفاقاً زندہ رہ گئے تھے اور حضرت رسولِ کریم ﷺ اُن کو ختم کرنے سے پہلے جسمانی معنوں میں آپ ختم ہو گئے۔ یہ اِتنا شیطانی عقیدہ ہے، اِتنا ظالمانہ عقیدہ ہے کہ آپ کے ترجمہ کی رُو سے مسیحؑ خاتم ہیں نہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ!

مَیں نے کہا اب آپ یہ سوچئے کہ آپ پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ . . . . . . آپ کا ایک بیٹا آپ کے سامنے پیدا ہوتا ہے، آپ کے سامنے فوت ہو جاتا ہے اَور آپ اُس سے چالیس سال بعد فوت ہوتے ہیں تو آپ بعد میں فوت ہوئے ہیں یا وہ بعد میں فوت ہوا ہے؟ پہلے بھی آپ اَور بعد میں بھی آپ۔ یہ ہے خاتمیّت! آپ کا بیٹا آپ کے سامنے پیدا ہوا چند دن رہ کے مَر گیا وہ کہاں سے خاتم بن گیا؟ تو حضرت رسولِ کریم ﷺ کے متعلق آپ کا یہ گستاخانہ عقیدہ ہے کہ نام اُن کا خاتم تھا لیکن تھے مسیحؑ خاتم! کیونکہ ایک وقت میں یہ دو نبی زندہ تھے۔ ایک ختم ہو گیا، جسمانی معنیٰ جو لے رہے ہیں، اَور دوسرا ختم نہیں ہوا۔ وہ جاری ہے۔ وہ بہت بعد میں جا کے ختم ہو گا۔ تو خاتم وہ ہو گا جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے کسی کو وفات پاتے دیکھ لیا نہ کہ وہ جو پہلے مَر گیا۔

دوسرا معنیٰ ہے فیض کا۔ فیض بند کر دیا۔ مَیں نے کہا آپ بتائیے کہ جب اُمّتِ محمدیہ ﷺ موت کے کنارے پہ پہنچ جائے گی۔ جان کنی کی حالت میں ہو گی۔ جب اُس کے بچنے نہ بچنے کی باتیں ہو رہی ہوں گی۔ اُس وقت کون آ کے بچائے گا اس کو؟ مسیحؑ آسمان سے آئے گا اَور بچائے گا کہ نہیں؟ کہنے لگے ہاں۔ مَیں نے کہا پھر اُس کا فیض کہاں ختم ہوا؟ اُس نے تو اُمّتِ محمدیہ میں اپنا فیض جاری کر دیا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمّت اُس کے زیرِ اِحسان آ گئی۔ اگر نہ وہ بچاتا تو اُمّت ختم تھی۔ تو محسنِ اعظم کون ہوا؟ فیض رَساں کون ہوا اور کس نے فیض قبول کیا؟ جس کی اُمّت کو بچانے والا باہر سے آیا وہ تو ہمیشہ کے لئے اُس کے زیرِ اِحسان آ گیا۔ اِتنا ظلم! بجائے اِس کے کہ فیض ختم کرتے اُس کے فیض کے نیچے آپ آ گئے نعوذ باللہ من ذلک۔ اَب بتائیے آپ خاتم مانتے ہیں یا مَیں خاتم مانتا ہوں؟

کہنے لگے نہیں نہیں اِس کا ایک اَور مطلب بھی ہے۔ مطلب ذرا سُنیں کیسا عجیب ہے۔ کہتے ہیں بعض دفعہ لوگ ایک ذلیل سے آدمی سے بھی فائدے اُٹھا لیتے ہیں، اُس پر اِحسان کرتے ہیں۔ بادشاہ کسی سے خدمت قبول کر لیتے ہیں اَور اُن کا اِحسان ہوتا ہے۔ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو بادشاہ ہیں۔ مسیحؑ سے خدمت قبول کر لی اُس پہ اِحسان کر کے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب فرضی باتوں سے بات نہیں بنے گی۔ ذرا غور سے اِس مضمون کو پھر سوچیں۔ ایک بادشاہ خواہ کتنا عظیم الشان بادشاہ ہو۔ اَگر وہ کسی شکار میں کسی جگہ گھوم کر بھوکا مَر رہا ہو تو کوئی اَدنیٰ سے اَدنیٰ آدمی روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر اُس کی جان بچاتا ہے تو وہ محسن بن جاتا ہے اَور ہمیشہ کے لئے وہ بادشاہ اُس کے ممنونِ احسان ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ جو مانگو مَیں دیتا ہوں۔ بعض کہانیوں میں کہتے ہیں کہ میں آدھی سلطنت میں شریک کر لیتا ہوں۔ وقت پڑنے پر جو خدمت کرتا ہے وہاں خدمت لینے والا زیرِ اِحسان ہوتا ہے نہ کہ خدمت کرنے والا۔ وہ خدمت اَور ہے کہ بادشاہ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور آپ ایک سبز پتہ بھی لے کے چلے جائیں تو بادشاہ قبول کرتا ہے۔ یہ تو نہیں کہ اُس کو اِس کا فائدہ پہنچا ہے۔ وہ احسان کے طور پر خدمت قبول کرتا ہے۔ لیکن آپ یہ مضمون نہیں بیان کر رہے۔ آپ یہ اِیمان رکھتے ہیں کہ اَگر مسیحؑ نازل نہ ہو تو اُمّتِ محمدیہ ختم ہو جائے گی، ہلاک ہو جائے گی اور اِس کو بچانے والا اُمّت میں سے ایک بھی شخص نہیں۔ مہدیؔ آ چکا ہے پھر بھی نہیں بچی۔ پھر بھی مسیح کی ضرورت ہے۔ اَور جب تک وہ غیر قوم کا نبی نہ آئے اُس وقت تک یہ اُمّت نہیں بچتی۔ آپ کہتے ہیں یہ اِحسان ہو گیا۔ اُس پر اِحسان ہو گیا۔ یہ تو بالکل ویسی بات ہے جیسے ہمارے قادیان میں ایک بیچارہ پاگل ہوتا تھا۔ اُس کو ایک شخص مار رہا تھا۔ میرے ایک کزن ہیں میاں منصور احمد صاحب جو آج کل ربوہ میں ہیں۔ اُنہوں نے دیکھا تو اُس آدمی کو پکڑ کر دھکا دے کر پیچھے کیا۔ وہ بڑے مضبوط تھے۔ فٹ بالر بھی تھے،

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

اچھے پہلوان آدمی تھے۔ اُنہوں نے کہا تم پاگل ہو گئے، اِس پاگل کو مار رہے ہو۔ تو یہ پاگل میاں بولے کہ ناں ناں ناں اُوپر سے مجھے پڑ رہی تھیں۔ اَندر سے اِس کو پڑ رہی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن (مولویوں) کو بھی یہ پتہ نہیں لگا کہ پڑ کس کو رہی ہیں؟ یہ جو عقیدہ ہے، یہ اُمّتِ محمدیہ کو ہمیشہ کے لئے ذلیل ورسوا کرنے والا عقیدہ ہے۔ اَور خاتم مسیحؑ کو مانتا ہے جس کا آخری فیض دُنیا نے دیکھا۔

اَب زمانے کے لحاظ سے بھی دیکھیں! اگر وہ پرانا مسیحؑ آ گیا تو کوئی مؤرّخ کیا لکھے گا؟ کہ آخری رسول جس نے بنی نوع اِنسان کو عظیم الشّان فیض پہنچایا تھا وہ کون تھا؟ مسیح ابنِ مریمؑ۔ وہ آیا اور اُمّت کے دن پھرے اور اُمّتِ محمدیہ کو ساری دُنیا پر غالب کر گیا، فیضِ عظیم عطا کر گیا۔ اِس لئے خاتم تو پھر وہی بنتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ لازماً مر چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت ہر نبی مَر چکا تھا۔ اِس لئے آپؐ خاتمِ کُل تھے۔

نمبر دو۔ **ہم مانتے ہیں کہ ہر نبی کا فیض بھی ختم ہو چکا تھا صرف ایک نبی کا فیض جاری تھا جو محمد مصطفی ﷺ کا فیض تھا اور قرآنِ کریم کی دوسری آیت خاتمیت کے اِس مضمون کو خود بیان کر رہی ہے اور شک سے بالا بیان کر رہی ہے۔** اس کے بعد آپ کے پاس ہم پر الزام رکھنے کی کیا بات رہ جاتی ہے؟ وہ ہے **وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا** (النساء:70)۔ یہ ختمِ نبوّت کا اعلان کرنے والے جو مولوی ہیں یہ آیت بتاتے ہی نہیں آپ کو۔ یہ چھپا کر رکھ لیتے ہیں۔ اُن کو پتہ ہے کہ یہ سامنے آئی تو ختمِ نبوّت کا مضمون کھل جائے گا۔ ہمارا سارا دھوکہ فریب ختم ہو جائے گا۔ اِس آیت میں وہ اِعلان ہے جو مَیں نے اَبھی بیان کیا ہے۔

اِس آیت کا مضمون سمجھنے سے پہلے ایک اَور بات بھی سمجھ لیں۔ وہ بھی مَیں نے مولوی صاحب سے کی اَور ہمیشہ کرتا ہوں کہ **خاتَم کو اگر اِسم فاعل کے طور پر لیں، دوسروں کو ختم کرنے والا، تو خودکشی کرنے والا تو نہیں ناں بنے گا۔** تمام نبیوں کو ختم کرنے والا اگر اپنے آپ کو بھی ختم کرلے پھر تو قصّہ ہی ختم ہو گیا۔ پھر تو تعریف کی بات ہی نہ رہی۔ قاتل دوسرے کو مقتول بناتا ہے۔ ضارب دوسرے کو مضروب بناتا ہے۔ مارنے والا دوسرے کو مارتا ہے۔ جو اپنے آپ کو مارنے لگ جائے وہ تو پھر پاگل پن کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ وہ تو تعریف کا مضمون ہی نہیں رہتا۔ وہ آیت جو مَیں نے اَب پڑھی ہے اُس میں وہ جواب ہے۔

وہ آیت بیان فرماتی ہے مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ جو کوئی بھی اَللہ کی اَور اِس رسول کی یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی اِطاعت کرے۔…۔ یہ نہیں فرمایا مَنۡ یُّطِعِ الرُّسُلَ۔ فرمایا جو کوئی بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت، اَللہ کے بعد اِس رسول کی اطاعت کرے گا۔ اُس سے کیا ہو گا؟ اَب آپ سوچیے، کیا ہونا چاہئے؟ کوئی جرم کیا ہے اس نے؟ سزا ملنی چاہئے؟ کیا جواب ہے؟ نہیں، اِنعام ملنا چاہئے۔ جو شخص بھی اَللہ کی اطاعت کرے، محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرے۔ آگے اِنعاموں کا اور انوار کا دروازہ کھل جانا چاہئے۔

اِس سے پہلے ایک اور سوال بھی اُٹھا دیتا ہوں اُس پر بھی پہلے سادہ دل سے، صاف دِل سے غور کر لیجئے۔ پہلے بھی تو لوگ اللہ کی اور نبیوں کی اطاعت کیا کرتے تھے اُن کو بھی اِنعام ملا کرتے تھے۔ سب کو ملتے تھے۔ اب جب اَللہ کہہ رہا ہے کہ جو اللہ اَور **اِس نبی** کی اطاعت کرے گا اُس کے بعد کیا یہ اعلان ہو گا کہ اُس کو پہلوں سے کم انعام ملیں گے یا کم از کم اُتنے ملیں گے۔ اگر کہیں گے کہ کم انعام ملیں گے تو پتہ چلے گا کہ سب نبیوں سے کمتر نبی آیا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک۔ پہلے تمام نبیوں کی پیروی خدا کی پیروی کے بعد ہر قسم کے اِنعامات کا وارث کر دیتی تھی۔ مگر قرآن یہ اِعلان کر رہا ہے کہ اِس نبی کی پیروی سارے اِنعام نہیں دے گی، کچھ رکھ لے گی اور کچھ دے گی۔ تو کیا ثابت ہو گا؟ اعلیٰ نبی آیا ہے یا نعوذ باللہ من ذالک کمتر نبی آیا ہے؟

اب دیکھئے یہ آیت کیا اعلان کرتی ہے۔ پھر مضمون کھل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ۔ اب صرف یہی لوگ ہوں گے جو اِنعام پانے والوں میں شمار کئے جائیں گے۔ دوسروں کا فیض بند۔ اِس کا جاری۔ اور انعام پانے والے گروہ میں اب صرف یہی لوگ شمار ہوں گے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کریں گے۔

اب تشریح رہ جاتی ہے باقی کہ کون سے اِنعام؟ سارے اِنعام یا چند اِنعام؟ پیروی سے ملنے والے اِنعام کیا ہیں؟ فرمایا مِنَ النَّبِیّٖنَ نبیوں میں سے، وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ اور صدیقوں میں سے، وَالشُّہَدَآءِ اور شہیدوں میں سے، وَالصّٰلِحِیۡنَ اور صالحین میں سے، وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا۔ یہ رفاقت ہے جو سب سے حسین رفاقت ہے۔ اُمّتِ محمدیہ ایسے لوگوں میں شمار کی جائے جہاں نبوّت کے اِنعام بھی مل رہے ہوں، صدیقیت کے بھی مل رہے ہوں، شہادت کے بھی مل رہے ہوں، صالحیت کے بھی مل رہے ہوں۔ یہ ہے شان! اِس آیت نے یہ اعلان کیا ہے۔ اور علماء کہتے ہیں نہیں! اُن سے پوچھیں تو کہتے ہیں، یہ اعلان ہے کہ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ جو شخص بھی اللہ اور اِس رسول کی اطاعت کرے گا اُسے وہ سارے اِنعام نہیں ملیں گے جو پہلے نبیوں کی اطاعت سے ملا کرتے تھے۔ پہلے نبیوں کی اطاعت سے نبوّت مل جایا کرتی تھی۔ اِس نبی کی اطاعت کی فہرست سے ہم نے نبوّت کاٹ دی ہے۔ صرف صدّیق، شہید اور صالح بنانے والا نبی آیا اور اِس کی اُمّت میں اب کبھی نبوّت قائم نہیں ہو گی۔ یہ اعلان کر رہی ہے؟ اگر یہ اعلان سچا ہے تو پھر مرتبہ اُونچا ہو گا یا کم ہو گا؟ پہلے نبی در نبی آتے رہے۔ اب صرف کمتر درجہ دینے والا نبی آیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اِتنا گستاخانہ تصوّر ہے اور قرآن کی آیت اِس تصوّر کو جھٹلا رہی ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اگر اُمّتی نبی بھی بند ہے، تو جہاں اُمّتیوں کا ذکر کیا ہے وہاں سب سے پہلے فہرست میں نبیوں کا ذکر کیوں کر دیا؟ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ انعام پانے والے لوگوں میں یہ لوگ ہیں۔ اور اِنعام پانے والے کون ہیں؟ فہرست کیا شمار کی؟ مِنَ النَّبِیّٖنَ پہلے نبیوں کا نام رکھا۔ اِس لئے جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہی سچی اطاعت کا عقیدہ ہے۔ سچے عشقِ محمد مصطفیٰ کا عقیدہ ہے اور خالصۃً قرآنِ کریم پر مبنی ہے۔ ایک اَدنیٰ بھی فساد اِس عقیدہ میں نہیں ہے اور جو یہ بیان کرتے ہیں اُن میں ذرا چھان بین کر کے آگے بڑھیں آپ کو فساد نظر آ جائے گا۔ گستاخی نظر آ جائے گی۔‘‘

(مجلسِ عرفان منعقدہ مؤرخہ 8 فروری 1987ء)

بقیہ: آنحضور ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی روزے سے محبت

ازصفحہ نمبر4

اس سراج منیر سے روشن ہونے والے بدرِ کامل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے قرآنی احکام اور سنتِ رسول ﷺ کو سب سے زیادہ سمجھا اور اسلام کے دورِ آخرین میں اسلام کا، مرورِ زمانہ سے در آنے والے رطب و یابس سے مبرّا، اصلی حسین چہرہ خود عمل کر کے دکھایا۔ قربِ الٰہی کی راہوں کے متلاشی روزوں کی عبادت کی قبولیت سے خوب واقف تھے۔ فرماتے ہیں:

’’یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 562-561)

آپؑ نے وہ نقوشِ قدم پا لئے تھے جو سیدھے یار کے کوچے میں لے جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

’’آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیال سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتّل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے‘‘۔

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906ء صفحہ 21-20)

وہی مسلسل روزے رکھنے کا انداز، کھانے پینے کے خیال سے فارغ، ہمہ تن درگہ مولا کریم و رحیم پر جھکے ہوئے۔

مکرم مولانا دوست محمد صاحب مورخِ احمدیت تحریر کرتے ہیں:

’’جوانی کے عالم میں ایک دفعہ مسلسل آٹھ نَو ماہ تک روزے رکھے اور آہستہ آہستہ خوراک کو اس قدر کم کر دیا کہ دن رات میں چند تولہ سے زیادہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا کے فضل سے اپنے نفس پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ اگر کبھی فاقہ کرنا پڑے تو قبل اس کے کہ مجھے ذرا بھی اضطراب ہو ایک موٹا تازہ شخص اپنی جان کھو بیٹھے۔ بڑھاپے میں بھی جب کہ صحت کی خرابی اور عمر کے طبعی تقاضے اور کام کے بھاری بوجھ نے گویا جسمانی طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ روزے کے ساتھ خاص محبت تھی۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سحری کھا کر روزہ رکھتے تھے اور دن کے دوران میں ضعف سے مغلوب ہو کر جبکہ قریباً غشی کی سی حالت ہونے لگتی تھی خدائی حکم کے ماتحت روزہ چھوڑ دیتے تھے مگر جب دوسرا دن آتا تو پھر روزہ رکھ لیتے‘‘۔

(تاریخ احمدیت جدید ایڈیشن جلد 2 صفحہ 384)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس طرح کا مجاہدہ بتوفیقِ الٰہی بھرپور ہمت سے کر سکے مگر عام طور پر اس طرح کے مجاہدوں سے منع فرماتے۔ حضرت میر محمد اسماعیلؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’آپؑ نے اوائل عمر میں گوشۂ تنہائی میں بہت بہت مجاہدات کئے ہیں اور ایک موقع پر متواتر چھ ماہ تک روزے منشائے الٰہی سے رکھے اور خوراک آپ کی صرف نصف روٹی یا کم روزہ افطار کرنے کے بعد ہوتی تھی۔ اور سحری بھی نہ کھاتے تھے اور گھر سے جو کھانا آتا وہ چھپا کر کسی مسکین کو دے دیا کرتے تا کہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ مگر اپنی جماعت کے لئے عام طور پر آپؑ نے ایسے مجاہدے پسند نہیں فرمائے‘‘۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صفحہ 544)

حضرت اُمّ المومنین سیّدہ نصرت جہاں بیگمؓ روایت فرماتی ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانے میں مجھے معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تو میں کسی حاجتمند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔۔۔ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے خصوصاً شوال کے چھ روزے آپ التزام سے رکھتے تھے اور جب آپ کو کسی خاص مقصد سے دعا کرنی ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 14)

روزوں سے اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوئی آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں اور یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان تک جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 562)

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں‘‘۔

(الحکم 24 فروری 1901ء صفحہ 14)

شعائر اسلام کی پابندی کرانے کے لئے آپؑ بہت موثر انداز میں تلقین فرماتے۔ ایک مسافر جو قریباً عصر کے وقت قادیان پہنچے تھے حضور اقدسؑ نے روزہ کھول دینے کا ارشاد فرمایا مگر ان کی ہچکچاہٹ دیکھ کر آپؑ نے فرمایا:

’’آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے‘‘۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 97)

آپؑ کی تحریروں میں قرآن و حدیث کی روشنی میں روزے کی اہمیت، تاکید، آداب، مسائل، اجر و ثواب کے بارے میں ہر جہت سے تعلیم موجود ہے۔ دعا ہے کہ ہم اس بابرکت عبادت کو اپنے محبوبوں کے انداز میں اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ آمین اللھم آمین

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

''پاکستان میں سماجی ابتری کی دگرگوں صورت حال''

(طاہر احمد بھٹی۔جرمنی)

پاکستان کے حالات جو پہلے ہی سماجی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے کچھ بہت تسلی بخش نہیں تھے ان میں حالیہ نفرت انگیزی سے مزید ابتری پیدا ہوگئی ہے۔اس حوالے سے میڈیا میں جو ہڑبونگ مچی ہوئی ہے اس کو سننا ایک عذاب بھی ہے اور ناگزیر بھی۔عبیداللہ علیم کے چار مصرعے ملاحظہ فرمائیں جو لگتا ہے اسی ہفتے لکھے گئے ہوں۔

جو دل کو ہے خبر کہیں ملتی نہیں خبر
ہر صبح اک عذاب ہے اخبار دیکھنا۔۔۔
میں نے سنا ہے قرب قیامت کا ہے نشاں
بے قامتی پہ جُبّہ و دستار دیکھنا۔

پہلے دو مصرعے ہمارے میڈیا کے اخلاق و اطوار کے آئینہ دار جب کہ اگلے دو مصرعے موجودہ دور کے علماء کرام کی وضع داریوں اور ٹھیکیداریوں کا ماتم ہیں۔ صحافی معاشرے کی آنکھیں کہلاتے ہیں اور آج کے پاکستانی اہل قلم اور میڈیا کے جگادریوں کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہے۔

ہفتے بھر کے پروگرامز، ٹاک شوز اور کالموں کا عمومی مزاج اور رویہ ان خطوط پہ استوار تھا کہ:

آئین اور پارلیمنٹ نے احمدیوں کو جو کچھ بھی قرار دے دیا ہے اس پہ تو کوئی بحث اور گفتگو کی گنجائش اور ضرورت ہی نہیں۔

ختم نبوت ۔۔۔۔۔تو ختم نبوت ہے۔ کون مسلمان ایسا ہے جو اس ایشو پہ زبان کھول سکے۔

ناموس رسالت پہ کمپرومائز نہیں ہوسکتا۔

یہ تو ایک طے شدہ مسئلہ ہے۔

قادیانی ایشو ایک حساس معاملہ ہے۔

ہمیں قادیانی عقائد کا تو کچھ زیادہ علم نہیں مگر۔۔۔۔۔۔ان کو آئین نے کافر قرار دے دیا ہے تو اس پہ بات نہیں ہوسکتی۔

اور یہ یہودی سازش، ظفراللہ خاں اور ڈاکٹر سلام، بین الاقوامی سازش...

ہندوستان، اسرائیل۔۔۔۔۔امریکی ایجنڈا۔۔۔۔۔اسلام کے غدار۔۔۔۔۔انگریزوں کے وفادار

ملک کے لئے خطرہ۔۔۔۔۔وعلی ھذا القیاس

لیکن یہ سب کچھ تو تب چلتا اگر ہم واقعی قرون وسطی میں ہوتے۔اس وقت نہ تو انفارمیشن کا گلا گھونٹنا ممکن ہے اور نہ ہی قابل لحاظ مدت تک لوگوں کو بے خبر رکھا جا سکتا ہے۔

آگ ہوگی تو دھواں بھی اٹھے گا اور دھواں دُور دُور سے ہی دکھائی دے گا اور آگ سے بھی پہلے نظر آئے گا۔

راقم نے گزشتہ برس ایک مضمون میں عرض کیا تھا کہ ''نوے سالہ مسئلہ'' حل نہیں ہوا تھا بلکہ اس وقت کی کم نظر قیادت نے پیر تسمہ پا مُلّائیت کے عفریت کے سامنے اپنا سر ریت میں دبا لیا تھا۔مسئلہ تو حل کیا ہونا تھا اور پھیل گیا تھا۔اور میرا یہ سوال اسی طرح قائم ہے کہ وہ ختم نبوت جس کو آج ارکان اسلام میں پانچ کی بجائے واحد رکن اور ارکان ایمان کے چھ کی بجائے اوّل رکن کی جگہ رکھ دیا گیا ہے اس ختم نبوت کا ایک دفعہ بھی ذکر اسمبلی میں کیوں نہ کیا؟

آج بھی خاتم النبیین کے معنی اور تشریحات سے گریز کیوں ہے؟

صاف طور پہ بتاتے کیوں نہیں کہ ہم نے خاتَم کا پنجابی ترجمہ کیا ہوا ہے۔ آخری نبی۔۔۔زمانی لحاظ سے۔اور غیر مشروط آخری نبی۔۔۔جس کے بعد کوئی بھی نہیں آئے گا اور کبھی بھی نہیں آئے گا۔اتنی سادہ بات ہے تو سرکاری طور پہ اعلان کریں کہ حضرت عیسی نہیں آئیں گے اور امام مہدی کے آخری زمانے میں آنے کی خبر درست نہیں۔

عرب محاورے میں خاتَم الاولیاء۔خاتَم الشعراء اور خاتَم الحکماء کا مطلب کیا یہی ہوتا ہے کہ کوئی ولی، کوئی شاعر اور کوئی حکیم کبھی بھی نہیں ہوگا۔

ان اینکرز نے ایک کرکٹر یا کسی سنگر یا ایکٹر کا انٹرویو کرنا ہو تو یہ مہینہ بھر تیاری کرتے ہیں۔ریسرچ ورک ہوتا ہے اور گوگل کر کے سارے حوالے ڈھونڈتے ہیں تو اس ایشو پہ کیوں سانپ سونگھ جاتا ہے۔

ہمارے غیر احمدی قارئین خود بتائیں کہ آپ کو عیسیٰ کی آمد اور چودھویں صدی اور امام مہدی کے عقائد اپنے گھروں سے ہی ملے؟ مرزا صاحب نے تو نہیں دیئے۔

آپ منظّم طور پہ حضرت عیسی کے آنے اور امام مہدی کے ظہور کا سرکاری طور پہ انکار کروائیں۔مگر یاد رکھیں کہ جیسے ہی ایسا اعلان کسی وزیر نے کیا کہ کسی عیسی یا مہدی نے نہیں آنا۔تو یہ سارے علماء اس کا جنازہ نکال دیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ مانتے ہیں کہ آئے گا۔۔اور جب بھی آئے گا تو غیر مشروط ایمان ختم نبوت پہ کہاں جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ کوئی بھی نیا یا پرانا امام مہدی یا عیسی کیوں آئے ؟اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ دین مکمل ہو چکا۔نبوت ختم ہو چکی۔۔۔۔اور حلف کے الفاظ ہیں کہ ''میں کسی ریفارمر، مصلح یا مہدی کے آنے پہ ایمان نہیں رکھتا'' تو پھر سرکاری اعلامیہ جاری کرنے میں کیا قباحت ہے؟

اور ذرا علماء سے پوچھیں تو سہی کہ کیوں نہ یہ سرکاری اعلان کر دیا جائے اور آئمہ سلف کی ''غلطی'' کا اعلان کر دیا جائے تا کہ صرف احمدی گمراہ رہیں ۔۔۔۔باقی تمام مکاتب فکر تو اس گمراہی سے سرکاری طور پر باہر نکل آئیں۔ اور یہ پاکستان کی مسلم اُمّہ اور آنے والی نسلوں پر ایک احسان عظیم ہوگا۔مگر یہ ہو نہ سکا۔اور اب یہ عالم ہے۔

کہ تُو نہیں
تو تیرا غم۔۔۔۔۔
تیری جستجو بھی نہیں۔
گزر رہی ہے کچھ اس طرح زندگی جیسے۔۔۔۔
اسے کسی کے سہارے کی آرزو بھی نہیں۔
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے۔

دیکھیں اب تو ساحر لدھیانوی کے الفاظ بھی آپ ہی کا مرثیہ بن گئے ہیں۔۔۔۔۔۔آپ کے ہاں وہ ماتم پڑا ہے کہ ہر بات وہی مفہوم دینے لگی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ کوئی دل خوشکن جملے بازیاں نہیں ہیں۔آپ کو سچ ڈھونڈنا ہوگا۔خود پڑھنا اور ڈسکس کرنا پڑے گا اور پھر اصل بات جان کر۔۔۔۔۔بھلے نہ مانیں۔کوئی جبر نہیں۔لیکن اگر بے علمی کی چادر اوڑھے رکھیں گے تو پھر پاکستان میں رضویوں قادریوں کی تو کوئی کمی نہیں اور وہ آپ کا انجانا ریوڑ جدھر چاہیں گے ہانک کے لے جائیں گے اور ایسا ناموس رسالت اور ختم نبوت کے نام پہ کریں گے۔

دوسری بات یہ کہ ایک بات اچھی طرح جان لیں کہ اس وقت پاکستان کی کوئی تحصیل، ضلع اور صوبہ نہیں جہاں احمدی پاکستان بننے سے بھی پہلے سے موجود، آباد اور قائم نہ ہوں۔میڈیا پر ذکر ایسا سہما اور ڈرا ہوا ہوتا ہے کہ جیسے یہ کوئی خلائی مخلوق ہو جو بس کسی سانحے یا واقعے پر ہی زیر گفتگو آتی ہے۔ایسا کچھ نہیں ہے۔بس آپ کے علماء، میڈیا اور سیاستدانوں نے ان کے تعارف کے حوالے سے جھوٹ بولا ہے اور کثرت سے بولا ہے۔بغیر رکے اور سوچے اگر میں لکھوں تو وڑائچ، چیمے، چٹھے، باجوے، وینس، ساہی، نون، ملک، اعوان، وٹو، بھٹی، ڈوگر، یوسفزئی، چانڈیو، ابڑو، بھٹو، بلوچ، سندھی، کراچی کے اردو سپیکنگ، پنجاب کے جانگلی، بھروانے، سید، نسوانے، مرزا، بیگ، برلاس، رانے، رائے، راجپوت، رانگڑ، سرگانے، بسراء، بٹ، کشمیری، بخاری، صدیقی، رضوی، پیر، مخدوم، کھوکھر، نواب، چدھڑ یا ہنجراء۔ سروعے یا سپراء۔ گوجر یا گوندل۔۔۔۔۔۔غرض کوئی برادری یا گوت ایسی نہیں ہے جس میں دو چار یا دس گھرانے احمدی نہ ہوں۔ یہ بات میں اپنے ذاتی علم اور ملاقات کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں۔ اس لئے اس تاثر سے باہر نکل آئیں کہ احمدی اقلیت، قادیانی برادری، مرزائی۔۔۔۔اقلیت قرار دیا گیا گروہ۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔

اس تماش بینی کو اب بند ہونا چاہئے۔ پاکستانی احمدی کسی بھی پاکستانی کی طرح ایک محب وطن پاکستانی ہیں بلکہ اس وجہ سے ان کو زیادہ محب وطن کہنا جائز ہے کہ وہ پاکستان کی گزشتہ ستّر سالہ تاریخ میں ایک دفعہ بھی اور کسی ایک جگہ بھی اینٹی سٹیٹ سرگرمی کا حصہ نہیں بنے اور پاکستان کی سرکاری تمام ایجنسیاں اور ادارے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ احمدی عوام اور خواص کی حبّ الوطنی پر انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی۔ان کے خلاف جلوس اور بلوے کر کے لاء اینڈ آرڈر کے مسائل پیدا کئے گئے اور شورشیں رفع کرنے کے ادنیٰ ہتھکنڈوں کے طور پر ان پر خلاف واقع جھوٹے کیس بنا کر جیلوں میں بند کئے گئے۔مگر خود احمدیوں نے ریاست اور حکومت کے لئے کبھی مسئلہ پیدا نہیں کیا۔ اپنے حقوق کے تلف ہونے پر بھی چپ رہے اور جلوس ہڑتالیں لے کر حکام کے لئے باعث پریشانی کبھی نہیں بنے۔

اس لئے فلاں کے عزیز و اقارب احمدی، ڈھمکاں کے مرزائیوں سے تعلقات۔۔۔۔یہ ناقابل عمل اور غیر معقول طرز عمل اب ہر سطح پہ بند ہونا چاہئے۔

احمدیوں کا قیام پاکستان میں بھی حصہ ہے اور استحکام پاکستان میں بھی۔ اور احمدی پاکستان کا ایک مہذب، شریف اور سکہ بند طبقہ ہیں جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر بدل و جان ایمان رکھتے ہیں۔مومنانہ صبر اور حلم، بصیرت اور علم کے اوصاف کے من حیث القوم حامل ہیں۔شریعت محمدیہ کے عامل اور دین اسلام کے فدائی بھی اور داعی بھی۔ نہ ختم نبوت کے منکر اور نہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے انکاری۔ہاں اس زمانے کے مولوی اور جاہل اور نفرت کے پرچارک مُلّاں کے اعلانیہ منکر ہیں اور اس پہ انہیں کوئی ندامت نہیں۔ ملکی قانون کے پابند اور اپنی حق تلفیوں کی فریاد خدائے واحد و یگانہ سے کرنے والے متدیّن مزاج انسان ہیں۔صابر اور ظلم و جبر کی سہار اور وسعت حوصلہ رکھتے ہیں۔مگر بزدل، خوشامدی اور بے وقار نہیں ہیں۔ بانی جماعت احمدیہ نے دیوثیت اور بزدلی اور بے غیرتی کی اپنی تحریروں میں مذمت کی ہے اور احمدی عمومی طور پر ان خامیوں سے اوپر ایک باوقار اور بارعب معاشرت رکھنے والا طبقہ ہیں جو ہمدردی بنی نوع میں ایک امتیازی شناخت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا یتیموں کی طرح اپنے ٹاک شوز میں تذکرہ نہ کریں۔ایک جماعت اور طبقے کے طور پر احمدی بالکل یتیم نہیں ہیں۔وہ کائنات کے مالک و خالق خدا کو اپنا ازلی و ابدی سہارا اور مولا یقین کرتے ہیں۔تو وہ لاوارث کیسے ہوئے۔ان کے سر پر ہمہ وقت ایک ہمدرد اور دعائیں کرنے والا وجود اور ان کے انفرادی اور اجتماعی مفادات کا نگران، امام موجود ہے اور احمدی افراد اور امام جماعت باہم یکجان دو قالب کے مصداق ہیں۔اور افراد جماعت باہمی ہمدردی اور تواضع میں اپنی مثال آپ ہیں۔اس لئے ان کا تذکرہ اگر مہذب اور مناسب وقار کے ساتھ کرنے سے آپ کو مولوی کا خوف ہے تو یتیموں کی طرح انڈرٹون میں بھی ان کی بات نہ کیا کریں۔ ایسی لولی لنگڑی اور بے وقار ہمدردی کی احمدیوں کو کوئی احتیاج نہیں۔

خود کو غیر مسلم تسلیم کر کے الاٹ کی گئی اقلیتی نشستوں کو صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی میں کبھی جماعت احمدیہ نے درخور اعتناء نہیں سمجھا اور نہ ہی غیر مسلم لسٹوں میں ووٹ دیتے ہیں۔اپنے مسلمان ہونے کے لئے وہ پارلیمنٹ اور علماء سے سرٹیفکیٹ کے طالب نہیں ہیں اور نہ وہ یہ اختیار کسی بھی زمینی اور دنیاوی فورم کے پاس سمجھتے ہیں۔کسی کو مسلمان ہونے کی سند دینے کا جواز نہ مولوی کے پاس تھا، نہ پارلیمنٹ کے پاس۔دونوں نے ظلم کیا ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے۔ خدا ایسا کرنے والوں سے خود نمٹتا ہے۔اور پاکستانی سیاست اور ریاست کے حالات گواہ ہیں کہ وہ خوب نمٹ رہا ہے۔

یہ تمام تر حقائق سماجی اور معاشرتی سچائیاں اور تاریخی اور تمدنی منظر نامہ ہے۔مذکورہ بالا امور مذہبی ایشوز نہیں ہیں اس لئے ان کو صحیح تناظر میں رکھ کر معاشرے کو سماجی سچائیوں سے روشناس کروانا میڈیا اور رپورٹنگ کی اخلاقیات ہیں اور ان کا لحاظ رکھنا ان کی صحافتی ذمہ داری ہے۔اور ہاں۔۔۔یہ بھی یاد رہے کہ احمدی خود کو احمدی کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ قادیانی یا مرزائی ان کے نام ملوانوں نے رکھے اور میڈیا اور سیاستدانوں نے پرموٹ کئے ہوئے ہیں۔ایک شریف اور مہذب معاشرے میں آوازے کسنے والے نام سے مخاطب کرنا بدتمیزی ہے۔ صحافتی اور سیاسی ضرورت کے تحت احمدیوں کا ذکر اگر کرنا پڑے تو اس بدتمیزی سے گریز کر کے اپنے مہذب اور ذمہ دار صحافی اور سیاستدان۔۔۔۔، بلکہ انسان ہونے کا ثبوت دیں۔ اور کم از کم اس قادیانی، مرزائی ۔۔۔۔یا ۔۔۔۔کہ احمدی کی گومگو سے باہر نکل آئیں۔احمدیوں کو احمدی کہنا ناموس رسالت یا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔صرف ایک مہذب اور معقول طرز تخاطب ہے۔

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical &
Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C

All Makes & Models

Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**

Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

2017ء

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے ریجن کوتونو میں بین المذاہب کانفرنس کا بابرکت انعقاد

(خلاصہ رپورٹ مرسلہ: مکرم مظفر احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ریجن کوتونو میں 9 دسمبر 2017 بروز ہفتہ بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ کانفرنس کا انعقاد INFOSEC کے ایک ہال میں کیا گیا۔ یاد رہے یہ وہی عمارت ہے جس میں سن 1986ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بینن کے وزٹ پر قیام فرمایا۔ یہ عمارت وزارت خارجہ کے بالکل سامنے ہے اور نیشنل ٹی وی اور امریکہ کے سفارتخانہ کے درمیان واقع ہے اور بینن کی گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔ اس کانفرنس سے پہلے ریجن کوتونو کے میئر اور انتظامیہ نیز مذہبی قائدین کو دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ ریڈیو پر اعلانات بھی کروائے گئے۔ اور شہر کے چرچ اور مساجد میں دو عوت نامے تقسیم کئے گئے۔ کانفرنس کا مرکزی موضوع ”Religion and Governance“ تھا۔

9 دسمبر 2017ء بروز ہفتہ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز مکرم پاپولا قاسم صاحب سیکرٹری تبلیغ کی زیر صدارت تلاوتِ قرآنِ کریم مع فرنچ ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم لقمان محمد بصیرو صاحب صدر پچاس سالہ جوبلی کمیٹی نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے بینن میں بین المذاہب کانفرنسز کے حوالہ سے حاضرین کو بتایا کہ جماعت احمدیہ نے بینن کے تمام ریجنز میں بین المذاہب کانفرنسز کی ہیں۔

مہمانوں اور مشنریز کی تقاریر

☆…بعد ازاں صوبہ Littierl کے گورنر کے نمائندہ Mr. Simon Howse نے تقریر کی اور جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ دیگر مذاہب کو بھی آپس میں قریب لائی ہے۔

☆…منسٹر آف سوشل اینڈ مائیکرو فنانس کے نمائندہ Sourou Nassisou نے کہا ”بینن کی ترقی میں جماعت احمدیہ باقاعدہ حصہ دار ہے۔ جماعت احمدیہ کی بینن میں انسانیت کی خدمات بالخصوص ملک میں صحت اور تعلیم کے حوالہ سے خدمات قابل ستائش ہیں۔

دائیں سے بائیں جانب: بینن میں فرانس کے سفیر کے سیکرٹری، امیر جماعت احمدیہ بینن، گورنر کے نمائندہ، بینن میں جاپان کے سفیر

☆…بینن میں جاپان کے سفیر عزت مآب Kiyefunu Konishi صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ دنیا میں پرتشدد کارروائیاں اور بد امنی کی فضا ہے۔…ہم آج جماعت احمدیہ کی تمام کاوشوں کی تعریف کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ ملک میں امن اور رواداری کو فروغ دیتی ہے۔

☆…بینن میں اسرائیل کی کونسلر مکرمہ مادام Lawani Grace صاحبہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا ملکی ترقی میں اہم کردار ہے اور جماعت ہمیشہ ناداروں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتی ہے۔ میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔

☆…جماعت کے لوکل مشنری مکرم Assani Yahya صاحب نے کانفرنس کے مرکزی موضوع ”Religion and Governance“ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ اسلام کس طرح بہتر طور پر طرزِ حکمرانی پیش کرتا ہے۔ آپ نے اپنی بات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات سے مزیّن کیا۔

☆…بینن آرتھوڈکس چرچ کے نمائندہ مکرم فادر Binoit Dansou صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ نے بلاتفریق مذہب وملّت سب کو بلایا ہے تا کہ ہم سب مذاہب اکٹھے ہو کر ملک میں امن، رواداری، پیار اور محبت کو فروغ دے سکیں۔ میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کا مشکور ہوں۔

☆…بینن کے Religion de Endogene کے نمائندہ مکرم Mr. Adoelo EDGAR نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرے لئے اس کانفرنس میں شریک ہونا باعثِ مسرت ہے۔ مَیں امن کو فروغ دینے کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہتا ہوں۔

☆…سینٹرل مسجد کے امام AGBATO صاحب نے کہا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ میں اس کانفرنس میں شریک ہوں۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہم بہتر طور پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو ہمیشہ خدا کا خوف کرنا چاہئے۔

☆…ایک عیسائی فرقہ بنام Celeste کے نمائندہ Mr Ahton Jean Piene بھی اس کانفرنس میں موجود تھے۔ اس فرقہ کا بانی بینن کا ایک باشندہ تھا۔ بینن میں اس فرقہ کے پیروکار کافی تعداد میں ہیں۔ نمائندہ موصوف نے کہا: جب مجھے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت نامہ ملا تو مَیں بہت خوش ہوا کہ کسی مسلمان فرقہ نے ہمیں دعوت دی ہے۔ ہمیں امن کا پرچار کرنا چاہئے۔

☆…Segedenou کے روایتی بادشاہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں امن کے قیام کے لئے مستعد ہونا ہوگا۔ اور ہمیں آپس میں محبت کو فروغ دینا ہوگا۔ ہمیں اپنے حکمرانوں کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اچھے فیصلے کرسکیں۔

آخر پر مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے تمام اتھارٹیز، سیاسی و مذہبی قائدین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں آپ نے کہا کہ اسلام عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب انتخابات ہوں تو ان لوگوں کو منتخب کیا جائے جو اس کے اہل ہوں۔ حکمران عوام کی ضرورت کا خیال رکھیں۔ قرآن کریم ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ اور اسلامی تعلیمات میں سے ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ اتھارٹیز کی اطاعت کی جائے۔ ملکی قوانین کا احترام نہ کرنا اسلام کی تعلیمات کے برخلاف ہے۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے اختتامی دعا کروائی۔

اس پروگرام کی حاضری 180 رہی۔ تمام حاضرین کو پروگرام کے بعد ریفریشمنٹس پیش کی گئیں۔

میڈیا کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بینن کے میڈیا نے کانفرنس کو بھرپور کوریج دی۔ نیشنل ٹی وی ORTB اور CANAL 3 ٹی وی، ملکی اخبارات کے نمائندگان اور ریڈیو اسٹیشن کے نمائندہ نے کانفرنس میں شرکت کی اور کانفرنس کی خبریں نشر کیں۔

☆…☆…☆

2018ء

میانمار

میانمار میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میانمار کو یکم اپریل 2018ء بروز اتوار دوسری مرتبہ جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس موقع کے لئے اپنا خصوصی پیغام بھجوایا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مانڈے ضلع میں بدھ مت کے بڑے راہب (Monk) مکرم Ashin Nanda Sa Ra صاحب کا پیغام سنایا گیا جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے پروگرام میں شامل نہ ہو سکے۔ بعد ازاں ہندو بورڈ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری مکرم U Sann Min Naing صاحب نے تقریر کی اور اسلام کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد بدھ مت کی ایک معروف شخصیت اور مصنف مکرم U Kyaw Khin Myint صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں گوتم بدھ کی پُرامن تعلیمات کا ذکر کیا۔

میانمار میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے پروگرام کی ایک تصویر

عیسائیت کی نمائندگی میں Institute of Christian Theology کے پرنسپل مکرم ڈاکٹر U Kyaw Tun Lin صاحب نے بائبل کی تشریح کرتے ہوئے امن کو دینے والی تعلیمات کا تذکرہ کیا۔ازاں بعد مکرم H.E. Thura U Aung Ko صاحب منسٹر برائے مذہبی و ثقافتی امور کا پیغام سنایا گیا جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے جماعت احمدیہ صف اوّل میں کھڑی ہے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام خود مختلف ممالک کے دورے کر کے تمام مذاہب کے درمیان امن و امان کی فضا قائم کرنے کے لئے ہر ممکن کوششیں کر رہے ہیں۔

اس کے بعد اسلام کی نمائندگی میں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔پہلی تقریر مکرم V.Z عطاء المجیب صاحب معلم سلسلہ نے ”اسلام کی تعلیم عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ“ کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر مکرم محمد سالک صاحب مشنری انچارج میانمار نے ” آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، دین اسلام اور اخلاقی معیار“ کے عنوان پر کی۔ تیسری اور آخری تقریر مکرم خلیل احمد صاحب معلّم سلسلہ نے ”آخری زمانہ کے لئے موعود اقوام عالم“ کے عنوان پر کی۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کا برمی ترجمہ مکرم ٹی محمد صاحب نیشنل صدر جماعت میانمار نے پڑھ کر سنایا۔اصل پیغام انگریزی زبان میں تھا جس کا نہایت مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں اس بات کا ذکر فرمایا کہ مختلف رنگ ونسل کے لوگ جو مختلف مذاہب کے پیروکار ہیں اس پروگرام میں شامل ہیں اور ان کا ایک جگہ اکٹھا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ایک مشترکہ خواہش اور مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اور وہ مشترکہ مقصد مخلوقِ خدا کی زندگیوں کو بہتر بنانا ہے۔ اُس ارض وسما کے خالق کی مخلوق جس نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔

کانفرنس میں شامل مختلف مذاہب کے نمائندگان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مذاہب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سب کے لئے رحم اور شفقت والا معاشرہ چاہتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ لوگ اعلیٰ اخلاق حاصل کریں۔ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نمائندگی میں آتے ہیں تا کہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یقیناً یہ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے تمام تر وسائل اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مخلوق خدا کی خدمت کرنی چاہئے تا کہ ایک پُرامن معاشرہ قائم ہو۔آجکل کی دنیا میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ امن قائم کیا جائے اور خدا تعالیٰ پر پورا بھروسہ کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بطور مسلمان میرا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے تا کہ آپؐ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ ترین مقاصد کو لوگوں میں راسخ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن رات حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوشاں تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس حدیث کا بھی ذکر فرمایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسلمانوں کی حالت بیان فرمائی ہے اور یہ کہ پھر امام مہدی کے آنے سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہو گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام وہ امام مہدی ہیں جن کے ذریعہ سے اسلام کا احیائے نَو ہونا ہے۔ اور آپ کے بعد اسی کام کو خلافت احمدیہ جاری رکھ رہی ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روحانی خزائن میں درج ذیل دو اقتباس درج فرمائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصۂ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔“

اسی طرح فرمایا : ”پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیغام کے آخر پر کامیاب پروگرام کے انعقاد کے لئے دعائیں دیں۔

پیغام سنائے جانے کے بعد مکرم نیشنل صدر صاحب نے دعا کروائی۔ جس کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس موقع پر ایک بُک سٹال لگایا گیا جس میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے نسخے اور مختلف جماعتی لٹریچر رکھا گیا تھا۔ لوگوں نے اسے بہت پسند کیا اور اسلام کی تعلیمات پر مشتمل مختلف عناوین پر لٹریچر خرید کر خوشی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر مہمانوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا برمی ترجمہ اور دوسرے مواقع پر حضور انور کے خطابات کے برمی زبان میں تراجم پر مشتمل dvd، چند پمفلٹس اور فولڈر بطور تحفہ دیا گیا۔

اس پروگرام میں مختلف مذاہب اور دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب و خواتین شامل ہوئے۔ حاضری کُل 550 تھی۔

قارئین الفضل سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ جماعت احمدیہ میانمار مزید ترقی کرتی رہے اور آئندہ بھی اس قسم کے پروگرام منعقد کرنے کی توفیق پاتی رہے اور اللہ تعالیٰ ان مساعی کے نیک اور شیریں ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆...☆...☆

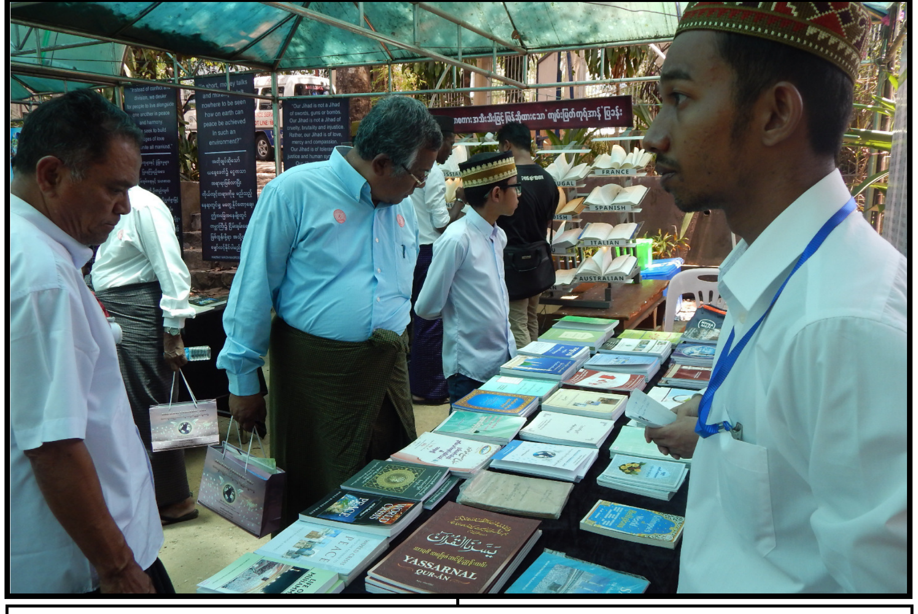

میانمار میں جلسہ پیشوایان مذاہب کے موقع پر بک سٹال کی ایک تصویر

الفضل انٹرنیشنل کے شماروں کی حفاظت کریں

یہ اخبار دنیاوی آلائشوں سے بالاتر دینی اور دنیوی علوم کا خزانہ ہے۔ قومی امنگوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ الفضل میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ملفوظات اور تحریرات کے علاوہ ڈھیروں مقدس حوالہ جات بھی شامل ہوتے ہیں جن کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعے بچوں کی تعلیم وتربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے الفضل کے پرچوں کی حفاظت اور ان کو ترتیب سے ریکارڈ میں رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم وتربیت پر مشتمل یہ مواد احباب جماعت سے احترام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کو ردّی میں دوسرے اخبارات کے ساتھ فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو اور کسی الزام کا پیش خیمہ نہ بنے۔ امید ہے احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 20

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 20

کسی اَور کے لئے نہیں۔ اگر اسے آسائش پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کی نیکی ہو جاتی ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کی نیکی شمار ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر حدیث 7500)

پس خدا تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جو اس کا تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں ان کو بغیر انعام کے نہیں چھوڑتا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی ناپسندیدہ امر پر صبر میں یقیناً خیر کثیر پائی جاتی ہے۔ اور اللہ کی مدد و نصرت صبر کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور آسائش دکھ کے ساتھ اور یُسر عُسر کے ساتھ وابستہ ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ 784 حدیث 2804 مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس کس کی خواہش نہیں ہوتی کہ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت حاصل ہو۔ احمدی تو خاص طور پر تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر نظر کئے رکھتا ہے۔ تو فرمایا کہ بہت سارے معاملات تمہارے ساتھ دنیا میں ایسے ہو جاتے ہیں جن کی تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ جب معاشرے کی طرف سے ایسی تکلیف کی حالت وارد کی جائے تو یاد رکھو کہ اگر تم نے صبر دکھایا تو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شامل حال ہوگی اور یہ صبر ہی ہے جو پھر اللہ تعالیٰ کے پیار کو تمہارے قریب لانے والا ہوگا۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھ، تُو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ تُو اللہ تعالیٰ کو خوشحالی میں پہچان، اللہ تعالیٰ تجھے تنگدستی میں پہچانے گا۔ اور سمجھ لے کہ جو تجھ سے چوک گیا اور تجھ تک نہیں پہنچا وہ تیرے نصیب میں نہیں۔ اور جو تجھے مل گیا ہے وہ تجھے ملے بغیر رہ نہیں سکتا تھا کیونکہ تقدیر کا لکھا یوں ہی تھا۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خوشی بے چینی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہر تنگی کے بعد یُسر اور آسانی ہے۔

(مستدرک للحاکم جلد 6 صفحہ 2260-2259 کتاب معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم حدیث 6304 مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکۃ 2000ء)

پس احمدیوں کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہیں اور اس سے مدد مانگتے رہیں اور کسی قسم کی پریشانی کے اظہار کی ضرورت نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اس سے مدد مانگیں اور اسی کی مدد چاہیں۔ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں خبر دے دی ہے کہ اللہ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور صبر کرنے والوں کے حالات بدلیں گے اور ضرور بدلیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بشرطیکہ صبر کے ساتھ تم نیکیاں بھی بجا لاتے رہو اور اپنے بھائیوں کے حق بھی ادا کرتے رہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں۔ بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلّی دی جاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے۔ فرشتے سکینت کے ساتھ اترتے ہیں۔ اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلاء آتے ہیں۔ جیسا کہ اس نے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ (البقرۃ:156) میں فرمایا ہے۔ ان کے دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت ان کو دی جاتی ہے۔ مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھو یا جاتا ہے۔ اس میں نہ انسان مرتا ہے، نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے۔ یہ شامتِ اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ مَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ (الشّوریٰ:31) اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے''۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 393۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو ہر وقت ہر احمدی کو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہنا چاہئے۔ جو اس کی عبادت کے طریقے ہیں وہ اختیار کرنے چاہئیں۔ اس کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اپنی نسلوں میں بھی یہ چیز رائج کرنی چاہئے۔

اب میں حقوق العباد کی طرف آ رہا ہوں۔ ایک بہت بڑی بیماری جو معاشرے میں پائی جاتی ہے۔ جو دو بھائیوں میں لڑائیوں کا باعث بھی بن جاتی ہے اور بعض دفعہ اس کی وجہ سے بھائیوں کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بھی بنا دیتی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان میں اگر یہ پیدا ہو جائے تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھر اُجڑنے لگ جاتے ہیں اور یہ بیماری بدظنّی کی بیماری ہے۔ اور جب بدظنّی پیدا ہوتی ہے تو پھر ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس کی وجہ سے جائز اور ناجائز ذرائع جو بھی اختیار کئے جائیں تجسّس کی وجہ سے، حالات معلوم کرنے کی وجہ سے وہ پھر کئے جاتے ہیں۔ اور پھر ماحول میں ایسا فساد پیدا ہو جاتا ہے کہ جو کسی شریف آدمی کے لئے قابل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں سے بڑی کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ متقی کا یہ شیوہ نہیں ہے۔ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ (الحجرات:13) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو یہ فرمایا کہ بدظنی، تجسّس اور غیبت سے بچو۔ اللہ سے ڈرو۔ اب بھی وقت ہے کہ اللہ کے حضور جھکو۔ اگر یہ حرکتیں کر چکے ہو تو استغفار کرو۔ اُس سے اُس کا رحم مانگو۔ اور آئندہ بچنے کے لئے بھی استغفار بڑا ضروری ہے ورنہ تمہاری حالت ویسی ہی ہوگی جو ایک مردار کھانے والے کی حالت ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسّس نہ کرو۔ اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ دشمنی نہ رکھو۔ بے رخی نہ برتو۔ جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا۔ اُسے رُسوا نہیں کرتا۔ اُسے حقیر نہیں جانتا۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن ... الخ حدیث 6536)، (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم... الخ حدیث 6541) یعنی مقام تقویٰ یا تقویٰ کا سب سے بڑا جو مقام ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے۔ اس کے بعد ہر ایک کو اپنا دل ٹٹولنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم... الخ حدیث 6541 تا 6543) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو۔ دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو۔ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب یایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن... الخ حدیث 6066)، (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم... الخ حدیث 6541)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''ہاں آپس میں جو ایک فرقہ میں ہوں تو لڑائی جھگڑے کی زیادہ تر بنیاد بدظنی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ میں دو تہائی آدمی بدظنی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قیامت کے دن مَیں لوگوں سے پوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔''

تو یہ خدا تعالیٰ پر بدظنی ہی ہے کہ زبان سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نیکیاں کریں گے لیکن عمل اس کے خلاف ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بدظنی کی وجہ سے ہی پھر نبیوں کی نافرمانی ہو رہی ہوتی ہے۔ تو فرمایا کہ اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔ ''انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کی اور کفر اختیار کیا اور بعض تو خدا تعالیٰ کے وجود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام فسادوں اور لڑائیوں کی وجہ یہی بدظنی ہے''۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 446۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

مَیں چند باتوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ پھر جو اگلی ایک اہم بات ہے اور معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لئے ہے اور ایک بڑی بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ معاشرے کا امن جو ہے اگر وہ نہ ہو تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ ہر اس معاشرے کو ایک امن پسند معاشرہ نہیں کہا جا سکتا جہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی نہ ہو رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ امن قائم کرنے کے لئے اور امن پسند معاشرہ اگر تم چاہتے ہو تو اگر دو گروہوں میں دو بھائیوں میں لڑائی ہو رہی ہو تو صلح کروانے کی کوشش کرو۔ اور خاص طور پر دو مسلمان بھائیوں میں اگر لڑائی دیکھو تو فوراً صلح کرواؤ نہ کہ کسی کا فریق بن جاؤ۔ اگر تم فریق بن جاؤ اور اس کوشش میں نہیں لگے رہتے کہ دو ناراض مومنوں کی صلح کرواؤ تو پھر اللہ تعالیٰ سے رحم کی امید بھی نہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تقویٰ اختیار کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (الحجرات:11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ تو فرمایا کہ مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ بھائی کی طرح ہیں اس لئے قطع نظر اس کے کہ کوئی کس خاندان کا ہے یا کس برادری سے تعلق رکھتا ہے یا کس قوم کا ہے وہ مسلمان ہے، احمدی ہے، اللہ اور رسول پر ایمان لانے والا ہے تو وہ تمہارا بھائی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپس میں دو بھائیوں کی لڑائیاں دیکھو، اگر تمہارے علم میں آئے کہ دو بھائی لڑے ہوئے ہیں تو فوراً صلح کرواؤ۔ اور جب تم صلح کروانے والے ہو گے تو ظاہر ہے پھر تمہارے سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ خود بھی اپنے ماحول میں بھی، اپنے روزمرہ کے معاملات میں بھی صلح پسندی اختیار کرو گے۔ اگر ہر کوئی اس تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دے، اگر ہر احمدی اس پر عمل کرے تو احمدی معاشرے میں جو بعض ہمیں چھوٹی چھوٹی چپقلشیں، لڑائیاں، ناراضگیاں نظر آتی ہیں وہ سب ختم ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا رحم چاہتے ہو تو یہ تقویٰ کا راستہ ہے اس پر عمل کرو اور آپس میں صلح کرو۔

حضرت اُمّ کلثوم بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں کہلا سکتا جو لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے میں لگا رہتا ہے اور بات کو اچھے معنے پہنا تا ہے یا بھلے اور نیکی کی بات کہتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس حدیث 2692)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بڑے زُود رنج ہوتے ہیں۔ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے معنے نکالتے ہیں جو کہنے والے کا مطلب ہی نہیں ہوتا، مراد ہی نہیں ہوتی۔ تو فرمایا کہ اگر تم سچے کہلانا چاہتے ہو تو ان عادتوں کو چھوڑ دو اور نیکی کی باتوں کو پھیلاؤ اور جھگڑے کی باتوں کو ختم کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''چاہئے کہ ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو؟ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرّہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی''۔ (یعنی برائیوں کے جو اندھیرے ہیں وہ تمہارے دلوں میں نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر ایک ذرہ بھی برائی ہے تو تمہاری ساری روشنی ختم ہو جائے گی)'' اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا رِیا ہے یا خود پسندی ہے یا کَسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور

وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ12)

پھر ایک بیماری جو تقویٰ سے دور لے جانے والی ہے وہ فخر ہے اور جب کسی میں فخر پیدا ہوتا ہے تو پھر تکبر کی طرف لے جاتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ دوسرے میرے سے کمتر ہیں ان کو میری عزت و احترام کرنا چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں تو جس کے کچھ حالات بہتر ہو جائیں، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ذرا سے حالات بہتر ہوئے اور فوراً تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے اور فخر پیدا ہو جاتا ہے۔ عموماً احمدی معاشرے میں تو نہیں ہے لیکن ہمارے ملکوں میں دوسرے معاشرے میں عموماً یہ چیزیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ تو یہ بھی احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اِلّا ماشاء اللہ اکثریت ان چیزوں سے بچی ہوئی ہے اور ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ اس سے بچتے رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس سے بچتے رہو گے تو تم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والوں میں ہو گے۔ اور یہ جو تمہاری پیسے کی یا دولت کی بڑائی ہے یہ کوئی بڑائی نہیں ہے بلکہ اگر تمہارے اندر نیکیاں ہیں اور وہ نیکیاں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، دنیا دکھاوے کے لئے نہیں تو وہی تمہارے لئے اصل بڑائی ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) کہ بلاشبہ تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

تو فرمایا کہ تمہاری بڑائی تمہارے پیسے یا تمہارے رتبے یا تمہارے خاندان میں نہیں ہے۔ تم میں سے معزز وہ ہے جو متقی ہے۔ اگر انسان میں یہ احساس ہو تو ہر وقت اس کے ذہن میں یہ رہے کہ اس کی حیثیت نہیں ہے۔ اب دیکھیں جو ہماری کائنات ہے اس میں زمین کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر پوری کائنات کا نقشہ کہیں بنا ہو تو باریک ترین سوئی جو ہوتی ہے اس کا جو سرا ہے اس کے برابر بھی یہ زمین نظر نہیں آتی اور اس زمین میں جہاں اربوں کی آبادی ہے ایک انسان کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ لیکن جب فخر پیدا ہوتا ہے اور تکبر پیدا ہوتا ہے تو گردن یوں اکڑ جاتی ہے جیسے وہ شخص جس میں تکبر ہے وہی سب کچھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے جامہ میں ہی رہو۔ اپنے دائرے کے اندر ہی رہو۔ کیونکہ کائنات تو علیحدہ رہی تم تو اس زمین میں بھی میری پیدا کی ہوئی چیزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ فرمایا وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا (بنی اسرائیل:38) کہ زمین میں اکڑ کر نہ چلو۔ تم تو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو۔

پھر فرمایا وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ (لقمان:19) کہ نخوت سے انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ چلو۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے اور اس طرح فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

تو ایک احمدی مسلمان کی تو شان ہی اس میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہو اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ عاجزی عاجزی اور صرف عاجزی ہی ہے۔ وہی ایک احمدی کا طرّۂ امتیاز ہونا چاہئے اور اسی کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی تکبر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور وہ خوبصورت لگے۔ آپ نے فرمایا یہ تکبر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے۔ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ حدیث265)

تو سچی بات کو جھٹلانا اس سے دنیا میں بڑے بڑے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پھر انسان جو ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں کا بھی انکار کرنے لگ جاتا ہے۔ دین کی باتوں کو بھی ادنیٰ خیال کرتا ہے۔ اور جو حق کا انکار کرنے والے ہوں وہ پھر انسانیت کے جو نعرے لگا رہے ہوتے ہیں وہ بھی کھوکھلے نعرے ہوتے ہیں۔ جہاں بھی ایسے شخص کا ذاتی مقابلہ دوسرے شخص سے ہو گا تو دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے۔ پھر ایسے لوگ گھٹیا اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو ظاہر ہے ایسا شخص تقویٰ کے قریب بھی نہیں رہ سکتا۔ تو فخر جو ہے اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی چیزوں کا اظہار جو ہے وہ برا نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے جو نیت ہے وہ بری ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ اور جنت کی آپس میں بحث تکرار ہو گئی۔ دوزخ نے کہا مجھ میں بڑے بڑے جابر اور متکبر داخل ہوتے ہیں۔ اور جنت کہنے لگی مجھ میں کمزور اور مسکین داخل ہوتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا کہ تُو میرے عذاب کی مظہر ہے۔ جسے میں چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں۔ اور جنت سے کہا تُو میری رحمت کی مظہر ہے جس پر میں چاہوں تیرے ذریعہ رحم کرتا ہوں۔ اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا بھرپور حصہ ملتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب تفسیر باب قولہ وتقول ھل من مزید حدیث4850)

تو یہ ہے آخری جگہ جانے کی متکبر اور فخر کرنے والے لوگوں کی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ آگ میں داخل نہ ہو گا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب البراءۃ من الکبر والتواضع حدیث4173)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرکے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمے کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بےشر تا تم پر رحم ہو۔" (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد18 صفحہ403-402)

پھر ایک معاشرے کی برائی ہے جس نے عام طور پر معاشرے میں ایک فساد پیدا کیا ہوا ہے جس کا ذہنی سوچ کے ساتھ بھی تعلق ہے اور وہ وعدہ خلافی ہے۔ وعدہ کرتے ہیں پورا نہیں کرتے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ پہلے ہی سوچ لیا ہوتا ہے کہ ہم جس چیز کا وعدہ کر رہے ہیں اس کو پورا نہیں کرنا۔ معاہدہ کرتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے اور یہ برائی عام روزمرہ کے معاملات میں لین دین میں بھی ہے اور آج کل معاشرے میں ہر جگہ یہ نظر آتی ہے اور اس کی وجہ سے اکثر جھگڑوں کی بنیاد پڑ رہی ہوتی ہے۔

پھر دینی عہدوں کو پورا نہ کرنے کے معاملات ہیں۔ تو اگر ہر کوئی اپنا جائزہ لے اور شرائط بیعت کو پڑھے تو خود بخود محاسبہ ہو جاتا ہے۔ خود بخود پتہ لگ جاتا ہے کہ ہم کس حد تک ان باتوں پر عمل کر رہے ہیں۔ بہت سی شرطوں کو بہت سے معاہدوں کو جان بوجھ کر توڑ رہے ہوتے ہیں یا غیر محسوس طور پر توڑ رہے ہوتے ہیں۔ عہدوں کی پابندی کرنا تو اصل میں ان بنیادی باتوں میں شامل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ عطا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بَلٰی مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ (آل عمران:77) کہ ہاں کیوں نہیں! جس نے بھی اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ یعنی جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب کوئی عہد کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب کسی سے جھگڑا ہو جائے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب علامات المنافق حدیث34)

تو نفاق کی حالت جو ہے وہ بڑی خطرناک حالت ہے۔ کسی کو ویسے اگر منافق کہہ دیں تو دیکھیں آپ کو مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ برائیاں اگر تمہارے میں پائی جاتی ہیں جس میں عہدوں کو توڑنا بھی ہے یہ بڑی خطرناک برائی ہے۔ جس میں یہ پائی گئی اس میں نفاق پایا گیا تو کس قدر سخت انذار ہے۔ اس لئے احمدیوں کو چاہئے کہ اپنے عہدوں کی ضرور پابندی کیا کریں اور آپس کے جو بھی معاہدے اور عہد ہیں ان کو نبھائیں۔ اس میں مختلف عہد ہیں۔ آپ کے شادی بیاہ کے تعلقات ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ نکاح کا ایک عہد ہے اس کو پورا کریں۔ کاروباری عہد ہیں ان کو پورا کریں۔ جماعت میں شامل ہونے کا عہد بیعت ہے اس کو پورا کریں۔ تو بےشمار ایسی باتیں ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو پتہ لگے گا کہ روزانہ آدمی کئی باتیں ایسی کر دیتا ہے جو اصل میں عہد ہی ہو رہے ہوتے ہیں، وعدے ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ210) یعنی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد تمام عہد پورے کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بھی عہد پورے کرو اور مخلوق کے بھی عہد پورے کرو۔ اور کوشش کرو کہ اس کے جو باریک سے باریک پہلو ہیں ان پر بھی عمل ہو رہا ہو۔ اگر ایک احمدی شرائط بیعت پر عمل شروع کر دے تو اللہ اور بندوں سے کئے ہوئے تمام عہدوں اور حقوق کی ادائیگی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر آپ غور سے دس شرائط بیعت پڑھیں تو پتہ لگے گا کہ اس میں خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہیں اور بندوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رُسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ19،20)

عموماً جو لوگ معاہدوں کی پابندی نہیں کرتے وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو جھوٹ بولنے والے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹ بولنے کو بھی کوئی گناہ نہیں سمجھ رہے ہوتے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ عہدوں کو توڑنے والے اور جھوٹ بولنے والے ایک جگہ رکھ دیئے جائیں گے۔ یعنی ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی نیک عمل کرنے والے لوگوں کو اور اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرنے والے لوگوں کی یہی نشانی بتائی ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ ورنہ ہم اس شخص کو کس طرح نیک کہہ سکتے ہیں جو معاشرے میں فتنہ پیدا کرنے کے لئے غلط بیانی سے کام لے رہا ہو۔

ایسی باتیں کر رہا ہو جو معاشرے میں غلط فہمیاں پھیلانے کا باعث بنیں اور واضح ہو کہ کسی میں جتنی بھی برائیاں ہوں اگر انسان جھوٹ بولنے والا نہیں اور جھوٹ سے بچنے والا ہے اور سچ بولنے والا ہے، قول سدید کہنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے مواقع پیدا کر دیتا ہے کہ جس سے اس کی تمام برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ اگر تم یہی چاہتے ہو کہ تمہاری صرف ایک برائی دُور ہو اور باقی برائیاں چھوڑنا تمہارے لئے مشکل ہے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دو اور ہمیشہ صاف اور سچی بات کرو۔ چنانچہ اس بات پر آہستہ آہستہ اس کی تمام برائیاں دور ہو گئیں۔ (تفسیر کبیر از امام رازی جزء 16 صفحہ 176 تفسیر سورۃ التوبۃ آیت 119 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ہمیں کیا فرماتا ہے۔ فرمایا کہ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب:71-72) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے ایک بڑی کامیابی کو پالیا۔

تو سچ بولنے والوں کی ایک یہ خاصیّت بتائی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت اور اطاعت کا دعویٰ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو سچ بولنے والے ہیں ورنہ تمہارے یہ سب دعوے زبانی اور کھوکھلے دعوے ہیں۔ اور کبھی یہ خیال نہ کرو کہ جھوٹ بول کر تم کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ بلکہ جو فوز عظیم ہے جو بڑی کامیابی ہے وہ سچائی میں ہی ہے۔ پس اپنے آپ کو ٹٹولو اور ہلکے سے ہلکا جھوٹ بھی جو ہے باریک سے باریک جھوٹ کا شائبہ بھی ایک احمدی کے دل میں نہیں ہونا چاہئے، دماغ میں نہیں ہونا چاہئے، باتوں میں نہیں ہونا چاہئے، عمل میں نہیں ہونا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مَیں تم کو کبائر میں سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ تین ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان سے آگاہ فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک قرار دینا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ اُس وقت آپ سہارا لے کر لیٹے ہوئے تھے پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ غور سے سنو۔ تیسری بات جھوٹی بات کرنا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الشہادات باب ما قیل فی شہادۃ الزور حدیث 2654)

تو دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ کے خلاف کتنا جوش تھا۔ اس لئے کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے بھی دور لے جانے والی چیز ہے اور بندوں کے حقوق کو پامال کرنے والی بھی، ان کے حقوق غصب کرنے والی چیز بھی یہ جھوٹ ہی ہے۔

پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ تمہیں سچ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بنتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذّاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الآدب باب قول اللہ تعالیٰ یایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین... الخ حدیث 6094)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''صدّیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہتا اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے۔ اور ہر قسم کے رِجس اور پلیدی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے دُور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ جھوٹی گواہی نہ دوں گا۔ اور نہ جذبۂ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹا کلام کروں گا۔ نہ لغو طور پر، نہ کسب خیر اور نہ دفع شر کے لئے۔ یعنی کسی رنگ اور حالت میں بھی جھوٹ کو اختیار نہیں کروں گا۔ جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا اِيَّاكَ نَعْبُدُ پر وہ ایک خاص عمل کرتا ہے اور اس کا وہ عمل اعلیٰ درجہ کی عبادت ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 365-366۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مذاق میں غلط بات کہہ دی تھی تو یہ سب لغویات ہیں۔ یہ بھی جھوٹ میں شمار ہوتی ہیں۔ اور پھر یہ کہ جی فلاں غلط بات کہی تا کہ فلاں فائدہ کسی کا ہو رہا تھا وہ ہو جائے۔ تو فرمایا کہ یہ چیز جو ہے کہ غلط بیانی سے اگر کسی کا بھلا ہوتا ہے یا برائی دور ہوتی ہے تو تب بھی غلط بیانی اور جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔ یہ طریق بھی غلط ہے۔ فرمایا کہ اگر اس طرح جھوٹ کو ترک نہیں کرتے تو پھر نمازیں جو پانچ وقت نمازیں پڑھنے والے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا مانگ رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ صرف منہ کی باتیں ہو جائیں گی۔ اس دعا کا تمہارے دل کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہوگا۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔'' (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

پس آئیں آج ہم میں سے ہر ایک یہ کوشش کرے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے والے ہوں گے اور اپنی اس بیماری کی جڑ کو نکال دیں گے۔ جس جس میں بھی جھوٹ ہے ہر کوئی اپنا محاسبہ خود کر سکتا ہے، اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔ اور کچھ نہ کچھ ایسی جھوٹ کی بیماری ہر ایک میں پائی جاتی ہے، جو کسی نہ کسی رنگ میں اس کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رِجس قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمّع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دُور نہیں ہوتا۔ مُدّت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت اُن کو ہوگی۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 350۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

چنانچہ دیکھ لیں اپنے ماحول کا بھی جائزہ لے لیں بلکہ خود بھی بہتوں کو یہ تجربہ ہوا ہوگا جس طرح کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو کہ جس کے متعلق یہ مشہور ہو کہ وہ جھوٹ بولتا ہے تو بیچارہ اگر کبھی سچ بھی بول دے تو اس پر بھی یقین نہیں آتا۔ تو اسی طرح کا ایک لطیفہ ہے۔ لطیفہ کیا بلکہ ایک واقعہ ہے کہ کسی نے کسی شخص کے متعلق کوئی بات کی تو دوسرا شخص جس سے بات کی گئی تھی اس نے کہا کہ میں اس کو جا کے بتاتا ہوں کہ تم نے اس کے بارے میں یہ بات کی ہے۔ تو بات کرنے والے نے کہا کہ جا کے بتا دو، مَیں تو انکار کر دوں گا کہ میں نے یہ بات کی نہیں۔ اور تمہارے متعلق یہ عام مشہور ہے کہ تم جھوٹ بولنے والے ہو۔ اس لئے لوگ یہی کہیں گے تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ تو پھر یہی حالت ہو جاتی ہے جھوٹ بولنے والوں کی۔ کوئی اعتبار نہیں رہتا۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اُٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اَور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔'' (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 479-480)

تو یہ چند بنیادی باتیں تھیں جو معاشرے میں فساد پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا اور جن سے ہمیشہ ایک مومن کو بچتے رہنا چاہئے۔

اس کے علاوہ بھی اَور بہت ساری باتیں ہیں، بہت سارے احکامات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف تمہارے دلوں میں ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرنا چاہتے ہو تو میری عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی بھی اصلاح کرو۔ میری مخلوق کے بھی حق ادا کرو اور اس کوشش میں رہو کہ کسی بھی رنگ میں تمہارے سے اللہ کی مخلوق کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اگر یہ باتیں پیدا کر لو گے تو پھر یہ دعویٰ کرنا کہ ہم خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ہر نصیحت پر جو جماعت کو کی جاتی ہے اس کو اپنے پر لاگو کرنے کے بجائے یہی کہتے ہیں کہ دیکھو جی بڑا اچھا خطبہ تھا یا بڑی اچھی بات کی۔ فلاں کو اس کے مطابق اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور اپنی طرف سے آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ اپنی برائیوں کو دیکھ نہیں رہے ہوتے۔ تو یہ بھی تقویٰ سے ہٹی ہوئی باتیں ہیں۔ اس لئے اپنے آپ کو بھی بچانے کے لئے اور اپنی نسلوں کو بھی محفوظ کرنے کے لئے یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے کرتے رہنا چاہئے تا کہ سیدھے راستے پر چلیں اور اپنی نسلوں کو بھی سیدھے راستے پر رکھیں کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ تو اصل میں تو پہلے اپنی حالت کو ہمیں سنوارنا ہوگا۔ خود متقی بننا ہوگا تبھی ہم متقیوں کے امام بننے کے حقدار کہلا سکتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ مَیں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعوے میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متّقیانہ زندگی بنا دے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 371۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو اسلام کی تعلیم کا اصل حسن ہمیں دکھایا ہے اس پر عمل کرنے والے ہوں اور جلسے کے ان دنوں میں حقیقتاً اپنی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

اب دعا کر لیں۔

زندگی بڑھانے کا نسخہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلد دوم حصہ پنجم صفحہ 89۔ ایڈیشن اگست 2004ء۔ مطبوعہ قادیان)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

خلافت احمدیہ سے عشق ووفا کے نظارے

روزنامہ الفضل ربوہ 24 مئی 2012ء میں مکرم راشد مجید صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں خلافت احمدیہ سے عشق ووفا کے والہانہ نظاروں اور خلیفۂ وقت سے محبت اور آپ کی اطاعت، نیز احمدیوں کے ایثار، اخلاص ووفا کے بےنظیر ومثالی نمونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہی ہے جس نے اپنی نصرت کے ذریعے اور مومنوں کے ذریعے تیری مدد کی اور اس نے ان کے دلوں میں الفت ڈالی۔ اگر تُو وہ سب کچھ خرچ کر دیتا جو زمین میں ہے تب بھی تُو ان کے دلوں میں الفت نہیں ڈال سکتا تھا۔ لیکن یہ اللہ ہی ہے جس نے ان (کے دلوں) میں الفت ڈالی۔ وہ یقیناً کامل غلبے والا (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ الانفال:64,63)

☆ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے وجود کو خدا کی قدرت اولیٰ کا مظہر قرار دیتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی: ’’مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ ...‘‘

☆ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء اور اُن کے خلفاء کی مدد کے لئے ان کے تابعین میں سے عشق ووفا کا تعلق رکھنے والے کئی وجود پیدا کئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت سے فرمایا: یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص و وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہوجائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفہ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہوجائے۔

☆ اب اس محبت کے چند نظارے دیکھئے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں خلیفۂ وقت کے لئے رکھی ہے۔

☆ حضرت مولوی عبداللہ خان صاحبؓ رئیس کھیوا باجوہ سیالکوٹ کو ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ مولوی صاحب میں نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز کرنے کی ہو اور آپ کر نہ چکے ہوں، اب تو حفظ قرآن ہی باقی ہے۔ چنانچہ تقریباً 65 سال کی عمر میں انہوں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا اور پھر حفظ بھی کرلیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ 18 نومبر 1910ء کو گھوڑے سے گرنے کے نتیجے میں زخمی ہو گئے تھے۔ یہ اطلاع جہاں بھی پہنچی تو احباب جماعت دیوانہ وار اپنے محبوب امام کی عیادت کے لئے کھنچے چلے آئے تھے۔ بکثرت خطوط بھی پہنچے اور جماعتی رنگ میں بھی دعائے خاص کی مسلسل تحریکیں بھی ہونے لگیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 1924ء میں سفرِ یورپ پر تشریف لے گئے۔ تو اس عارضی جدائی پر بیقراری کا اندازہ ایک خط کے الفاظ سے کیا جاسکتا ہے جو حضرت بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر نے تحریر فرمایا تھا۔ لکھتے ہیں: میرے آقا! ہم دُور ہیں، مجبور ہیں۔ اگر ممکن ہوتا تو حضور کے قدموں کی خاک بن جاتے تا کہ جدائی کے صدمے نہ سہتے۔ آقا! مَیں چار سال سے دارالامان نہیں گیا تھا۔ مگر دل کو تسلی تھی کہ جب چاہوں گا حضور کی قدم بوسی کرلوں گا لیکن اب ایک ایک دن مشکل ہورہا ہے۔ اللہ پاک حضور کو بخیر وعافیت، مظفر ومنصور جلدی واپس لائے۔

☆ انگریزی اخبار Tribune میں 3 جون 1930ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کی جھوٹی خبر شائع ہوئی جو احباب جماعت پر غم واندوہ کا پہاڑ بن کر گری۔ چنانچہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں: میں جو راستے پر بیٹھا ہوں، اُن آنے والوں کو دیکھتا تھا کہ وہ محبت اور اخلاص کے پیکر ہیں۔ اُنہیں دوران سفر میں اس خبر کا افترا ہونا کھل چکا تھا مگر اُن کی بیقراری ہر آن بڑھ رہی تھی اور یہ صرف اعجازِ محبت تھا۔ یہ دوست اپنی بیقراری میں قصر خلافت کی طرف بھاگے جارہے تھے۔ مَیں نے دیکھا بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے اس سفر میں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ ان طبعی تقاضوں پر بھی محبت کا غلبہ تھا۔ جب تک قصر خلافت میں جا کر انہوں نے اپنے امام کو دیکھ نہ لیا اور مصافحہ اور معانقہ کی سعادت حاصل نہ کرلی، اُن کے دل بیقرار کو قرار نہ آیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خواتین کے اخلاص کی مثال دیتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ: جب مَیں نے تحریک وقف کی تو ایک عورت اپنا زیور میرے پاس لے آئی۔ مَیں نے کہا کہ میں نے سردست تحریک کی ہے کچھ مانگا تو نہیں ... مگر وہ یہی کہتی چلی گئی کہ مَیں نے تو یہ زیور خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اب مَیں اسے واپس نہیں لے سکتی۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں: فضل عمر فاؤنڈیشن کا جب چندہ جمع ہورہا تھا تو ایک دن ملاقاتیں ہورہی تھیں۔ مجھے دفتر نے اطلاع دی کہ ایک بہت معمر مخلص احمدی آئے ہیں وہ سیڑھی نہیں چڑھ سکتے اور حقیقت یہ تھی کہ یہاں آنا بھی ایک لحاظ سے انہوں نے اپنی جان پر ظلم ہی کیا تھا۔ چنانچہ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کھڑے بھی نہیں ہوسکتے تھے۔ میں نے کہا مَیں نیچے ان کے پاس چلا جاتا ہوں۔ خیر جب مَیں گیا۔ پتہ نہیں تھا کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے بڑی مشکل سے کھڑے ہونے کے لئے زور لگایا تو میں نے کہا نہیں آپ بیٹھے رہیں۔ وہ بہت معمر تھے۔ انہوں نے بڑے پیار سے دھوتی کا ایک پلّو کھولا اور اس میں سے دوسو اور کچھ رقم نکالی اور کہنے لگے یہ مَیں فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے لے کر آیا ہوں۔ پیار کا ایک مظاہرہ ہے۔ پس اس قسم کا اخلاص اور پیار اور اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کا یہ جذبہ ہے کہ جتنی بھی توفیق ہے پیش کر دیتے ہیں۔ اس سے ثواب ملتا ہے۔ رقم سے تو نہیں ملتا۔

☆ پھر ان لوگوں کے اخلاص ووفا کا اندازہ لگائیے جو خلیفہ وقت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ایک نوجوان کی مالی قربانی اور اُس کے اخلاص و وفا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک نوجوان لکھتے ہیں کہ جب آپ نے یورپین مراکز کی تحریک کی تو میں نے نیت کرلی کہ اس تحریک میں جس شخص کا سب سے زیادہ وعدہ ہوگا اس سے بڑھ کر وعدہ مع ادائیگی کروں گا۔ مسجد پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ایک احمدی تاجر دوست جو یہاں مستقل رہائش پذیر ہیں انہوں نے چالیس ہزار جرمن (ڈچ) مارک کا وعدہ کیا ہے۔ مَیں نے چالیس ہزار ڈچ مارک جو میرا اندوختہ ہے اور پانچ سو اِس ماہ کی تنخواہ سے مل جائیں گے، کا وعدہ کیا ہے۔ مَیں مجبور ہوں میرا قصور نہیں، میرے بس کی بات نہیں۔ کیا کروں، دشمن کی دن رات کی ذلیل حرکتوں سے جو آپ کو تکلیف پہنچ رہی ہے میرا دل یہ کہتا ہے کہ جو مجھ سے ہوسکے وہ تو کر گزروں۔

☆ اس تصویر کا دوسرا رُخ وہ محبت ہے جو خلیفہ وقت کو احبابِ جماعت سے ہے۔ کینیڈا کے ایک غیرمسلم پروفیسر ڈاکٹر Gualter کہتے ہیں کہ مَیں نے احمدیوں کے روحانی راہنما سے گفتگو کی تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدی ضرور اپنے روحانی سربراہ سے بھرپور محبت کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ اُن کا سربراہ احمدیوں سے ان سے بڑھ کر محبت اور پیار کرنے والا ہے۔

☆ خلافت سے اطاعت ومحبت کا ایک نظارہ MTA پر ساری دنیا نے دیکھا کہ جب خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا اور مسجد فضل لندن سے بیٹھ جانے کا حکم سنائی دیا تو اس وقت جس کے بھی کانوں میں حضور کی آواز پڑی چاہے وہ مسجد کے اندر تھا یا باہر تھا، غرض جو جہاں کہیں تھا وہیں بیٹھ گیا اور اطاعتِ امام کی زندہ مثال قائم کردی۔

پھر ان لوگوں کی خلیفۂ وقت سے اخلاص ومحبت کا اندازہ لگائیے جو دنیا کے مختلف ممالک میں بیٹھے حضور کا خطبہ سن رہے ہوتے ہیں اور اُن کی زبان میں خطبہ کی ٹرانسلیشن نہیں ہوتی لیکن محض خلیفۂ وقت سے محبت کی وجہ سے سارا خطبہ سنتے ہیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشرقی افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کہ: یوگنڈا میں جب گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے دو اڑھائی سالہ بچے کو اٹھائے ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جارہی تھی۔ اُس کی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آرہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہورہا تھا اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو۔ اور کافی دُور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پروا نہ کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا اور ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں: افریقہ میں مَیں گیا ہوں تو ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا، اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرکے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا دنیاوی دکھاوے کے لئے خلافت سے یہ سب محبت ہے جو اُن دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کررہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگالے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب خلافت کی محبت ہی ہے جو اُن کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کر سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے ہیں۔

☆ حضور ایدہ اللہ احباب جماعت کی طرف سے خطوط کے ذریعہ محبت و اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: احباب جماعت کے اخلاص، وفا اور پیار کے نمونے اور نظارے روزانہ ڈاک میں آجکل مَیں دیکھ رہا ہوں۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح ایک شخص سینکڑوں ہزاروں میل دُور ہے، صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفہ وقت سے اظہار محبت و پیار کررہا ہے اور یہی صورت اِدھر بھی قائم ہوجاتی ہے۔ ایک بجلی کی رَو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کرجاتے ہیں۔

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا: افریقہ میں مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہوکر رونا شروع کردیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔ ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کرکے 50,40 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آگیا ہے۔ کیا اتنا تردّد کوئی دنیاداری کے لئے کرتا ہے!۔

☆ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اخوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نظام خلافت کے تعلق میں مومنین کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف خود نظامِ خلافت اور اس کے استحکام کی خاطر خدمت کے ہر میدان میں کوشاں رہیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی یہی روح اور جذبہ پیدا کریں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے جماعت سے ایک عہد لیا تھا جس کے الفاظ یہ تھے:

’’ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخردم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے۔ ... اے خدا تُو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمین، اَللّٰھم آمین، اَللّٰھم آمین‘‘

الٰہی ہمیں تُو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دُکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

...❁...❁...❁...

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 18, 2018 – May 24, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday May 18, 2018

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
01:00	Masjid-e-Aqsa Rabwah
01:20	Hijrat
01:55	Seerat-e-Rasool
02:45	Tilawat
03:35	The First Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Mercy'
03:50	Khazain-ul-Mahdi
04:30	Darsul Qur'an: Verses 131-137 of Surah Aale Imraan. Session no. 86, recorded on April 7, 1991.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 184-223.
07:00	Dars-e-Ramadhan
07:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 74.
08:05	Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:05	Darsul Qur'an [R]
10:50	In His Own Words
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 223-253.
14:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2017.
15:35	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
19:35	The Concept Of Bai'at
20:00	Food For Thought
20:35	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:10	Tasheez-ul-Azhan
21:30	Friday Sermon [R]
22:45	Noor-e-Mustafwi [R]
23:05	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]

Saturday May 19, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
01:15	Dars-e-Ramadhan
01:30	Yassarnal Qur'an
01:55	Food For Thought
02:45	Tilawat
03:35	Noor-e-Mustafwi
04:00	Friday Sermon
05:15	The Concept Of Bai'at
05:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:05	Tilawat: Verses 283-287 of Surah Al-Baqarah and verses 1-31 of Surah Aale-Imraan.
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:20	Khilafat Turning Fear Into Peace
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
08:05	International Jama'at News
08:55	Dua-e-Mustaja'ab
09:25	Darsul Qur'an: Verses 135-137 of Surah Aale Imraan. Session no. 87, recorded on April 13, 1991.
10:45	Khilafat Turning Fear Into Peace [R]
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 32-92.
13:05	Dars-e-Ramadhan [R]
13:25	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Al-Saum
15:20	Khazain-ul-Mahdi
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih I (ra)
18:35	Tilawat
19:30	The Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
20:00	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:30	International Jama'at News [R]
21:30	Darsul Qur'an [R]
22:50	Importance Of Higher Education
23:15	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-144.

Sunday May 20, 2018

00:15	World News
00:40	Tasheez-ul-Azhan
01:15	Al-Tarteel
01:45	Islam Ahmadiyya In America
02:25	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
02:45	Tilawat
03:45	MTA Travel
04:20	Al-Saum
04:40	Darsul Qur'an: Verses 135-137 of Surah Aale Imraan. Session no. 87, recorded on April 13, 1991.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 145-190.
07:00	Dars-e-Ramadhan
07:15	The Prophecy Of Khilafat
07:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 74.
08:05	Roots To Branches
08:35	In His Own Words
09:15	Darsul Qur'an: Verses 135-136 of Surah Aale Imraan. Session no. 88, recorded on April 14, 1991.
10:10	Spotlight
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2017.
15:15	Huzoor's Mulaqat With Atfal: Recorded on September 27, 2014 in Ireland.
16:20	The Prophecy Of Khilafat [R]
16:40	Spotlight [R]
17:40	World News
18:00	Islamic Jurisprudence
18:45	Tilawat
20:00	Huzoor's Mulaqat With Atfal [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:45	Darsul Qur'an [R]
22:40	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
23:15	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 25-60.

Monday May 21, 2018

00:00	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih I (ra)
00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Mulaqat With Atfal
02:45	Tilawat
03:40	Braheen-e-Ahmadiyya
04:10	The First Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Mercy'
04:30	Darsul Qur'an: Surah Al-Ikhlass to Surah An-Naas. Session no. 89, recorded on April 15, 1991.
06:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 61-97.
06:50	Dars-e-Malfoozat
07:05	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:35	International Jama'at News
08:25	Blessings Of Ramadhan
09:15	Darsul Qur'an [R]
10:45	Aao Urdu Seekhain
11:05	Friday Sermon: Recorded on December 8, 2017
12:00	Tilawat [R]
13:00	Dars-e-Malfoozat [R]
13:15	Friday Sermon [R]
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Islami Mahino Ka Ta'aruf
15:50	Kasre Saleeb
16:25	Blessings Of Ramadhan [R]
17:10	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:50	Tilawat
20:05	Blessings Of Ramadhan [R]
20:50	The Review Of Religions
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Verses 149-177 of Surah An-Nisaa and verses 1-6 of Surah Al-Maa'idah.
23:45	Dars-e-Malfoozat [R]

Tuesday May 22, 2018

00:00	World News
00:20	In His Own Words
00:55	Al-Tarteel
01:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:40	Tilawat
03:40	The Review Of Religions
04:15	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
04:30	Darsul Qur'an
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 7-44.
06:55	Dars-e-Ramadhan
07:10	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
07:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 1.
07:55	Story Time: Part 22.
08:10	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il: A discussion programme on issues related to Ramadhan.
09:10	Darsul Qur'an: Verses 137-144 of Surah Aale-Imraan. Session no. 90, recorded on March 7, 1992.
10:35	In His Own Words
11:10	Indonesian Service
12:10	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 45-83.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Huzoors' Mulaqat With Atfal: Recorded on September 27, 2014 in Ireland.
16:30	Islamic Jurisprudence
17:10	Maidane Amal Ki Kahani
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:50	Tilawat
20:05	Huzoor's Mulaqat With Atfal [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:45	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat

Wednesday May 23, 2018

00:15	World News
00:40	Dars-e-Ramadhan
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Mulaqat With Atfal
02:40	Tilawat
03:35	Islamic Jurisprudence
04:15	Attractions Of Australia
04:50	Darsul Qur'an: Verses 137-141 of Surah Aale-Imraan. Session no. 91, recorded on March 8, 1992.
06:05	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 1-61.
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
08:05	Kuch Yaadein Kuch Baatein
09:00	Khilafat Turning Fear Into Peace
09:15	Darsul Qur'an [R]
10:30	The First Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Mercy'
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 62-111.
12:55	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Live Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:05	In His Own Words [R]
16:45	Manasik-e-Hajj
17:20	The First Ashra Of Ramadhan [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
20:05	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:50	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-151.

Thursday May 24, 2018

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
00:55	Al-Tarteel
01:25	The First Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Mercy'
01:40	In His Own Words
02:35	Tilawat
03:35	Manasik-e-Hajj
04:10	The First Ashra Of Ramadhan
04:35	Darsul Qur'an: Verses 137-144 of Surah Al-Imraan. Session no. 92, recorded on March 14, 1992.
06:00	Tilawat: Verses 152-166 of Surah Al-An'aam and verses 1-39 of Surah Al-A'raaf.
06:55	Dars-e-Ramadhan
07:10	The First Ashra Of Ramadhan
07:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 1.
07:50	Islamic Jurisprudence
08:40	In His Own Words
09:15	Darsul Qur'an [R]
10:55	Japanese Service
11:30	Khazain-ul-Mahdi
12:00	Tilawat
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:55	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Hijrat
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:55	Tilawat
20:10	The First Ashra Of Ramadhan [R]
20:25	Islam Ahmadiyya In America
21:00	Khazain-ul-Mahdi
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:05	Tilawat

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 Friday 18 May 2018 Issue No. 20

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے مہدی اور مسیح موعود کی جماعت کو اس دور میں نمونے بنا کر پیش کرنے کے لئے بنایا ہے اس لئے اس جماعت کے ساتھ وہی منسوب ہوں گے جن کی تقویٰ کی جڑیں مضبوط ہوں گی اور جو اس کوشش میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کریں۔

یہ نہ سمجھ لو کہ ہم نے نمازیں پڑھ لیں، روزے رکھ لئے، اجلاسوں میں، جلسوں میں، اجتماعوں میں شامل ہو گئے، ڈیوٹیاں دے دیں اور جماعت کا تھوڑا سا کام کر لیا تو ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے والے ہو گئے۔ نہیں۔ بلکہ اس معاشرے میں رہتے ہوئے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی کامل اطاعت کرو۔ اس کے کامل اطاعت گزار بننے کے لئے ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھو۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دو۔ جب اس طرز پر اپنے عمل دکھا رہے ہوں گے تو تب ہی آپ تقویٰ پر چلنے والے سمجھے جائیں گے۔

صبر اور صلوٰۃ سے کام لینے، بدظنی، تجسّس اور غیبت سے بچنے، باہمی جھگڑوں سے احتراز اور صلح وصفائی کے ساتھ رہنے، ایک دوسرے کی جان، مال اور عزتوں کی حفاظت کرنے، فخر وتکبر اور غرور سے بچنے، عہدوں کو پورا کرنے، قول سدید کو اختیار کرنے اور جھوٹ سے اجتناب وغیرہ معاشرتی امور سے متعلق قرآن مجید واحادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت اہم نصائح۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ہر نصیحت پر جو جماعت کو کی جاتی ہے اس کو اپنے پر لاگو کرنے کے بجائے یہی کہتے ہیں کہ دیکھو جی بڑا اچھا خطبہ تھا یا بڑی اچھی بات کی۔ فلاں کو اس کے مطابق اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور اپنی طرف سے آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ اپنی برائیوں کو دیکھ نہیں رہے ہوتے۔ تو یہ بھی تقویٰ سے ہٹی ہوئی باتیں ہیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 30 جولائی 2004ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس شعر کا جب پہلا مصرعہ آپ نے کہا تو دوسرا مصرع اس طرح الہام ہوا کہ ”اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے“۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 48۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ اے مسیح موعود کی جماعت تم جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی تو یاد رکھو تمہارے یہ دعوے تبھی سچے ثابت ہو سکتے ہیں جب تم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو کیونکہ اگر تقویٰ نہیں تو تمہارے یہ دعوے کھوکھلے ہیں۔ جس دعویٰ کا تم اظہار کر رہے ہو کہ ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اس کی بنیاد ہی نہیں ہے۔ تقویٰ کے بغیر تو تمہارا یہ درخت بغیر جڑوں کے ہے، ایسا درخت ہے جس کی جڑوں کو بیماریوں نے کھوکھلا کر دیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے اور ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا بھی اس کو زمین پر گرا سکتا ہے۔ کیونکہ جن درختوں کی جڑیں کمزور ہوں جب ذرا سی تیز ہوا چلتی ہے تو بظاہر بڑے بڑے مضبوط تناور درخت نظر آتے ہیں لیکن زمین پر آ پڑتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو اپنے مہدی اور مسیح موعود کی جماعت کو اس دور میں نمونے بنا کر پیش کرنے کے لئے بنایا ہے اس لئے اس جماعت کے ساتھ وہی منسوب ہوں گے جن کی تقویٰ کی جڑیں مضبوط ہوں گی اور جو اس کوشش میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ ہمیں اس بارے میں تفصیلی احکامات فرمائے ہیں اور اکثریت ایسے احکامات کی ہے جو معاشرے میں ایک دوسرے کے جذبات کے خیال رکھنے اور حسن سلوک کے بارے میں ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھ لو کہ ہم نے نمازیں پڑھ لیں، روزے رکھ لئے، اجلاسوں میں، جلسوں میں، اجتماعوں میں شامل ہو گئے، ڈیوٹیاں دے دیں اور جماعت کا تھوڑا سا کام کر لیا تو ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے والے ہو گئے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس معاشرے میں رہتے ہوئے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی کامل اطاعت کرو۔ اس کے کامل اطاعت گزار بننے کے لئے ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھو۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دو۔ جب اس طرز پر اپنے عمل دکھا رہے ہوں گے تو تب ہی آپ تقویٰ پر چلنے والے سمجھے جائیں گے۔ تبھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ میرے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تبھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ تمہارے تقویٰ کی جڑیں مضبوط ہیں اور تبھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ تم ان راستوں پر چل کر جو میری طرف لانے کے راستے ہیں، ان احکامات پر عمل کر کے جو میری طرف سے دیئے گئے ہیں تم اپنی زندگی سنوارنے کی کوشش کر رہے ہو اور اس مسیح موعود کی جماعت میں رہنے کے حقدار ہو۔

فرماتا ہے کہ وَاِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ۔ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الانعام:154) کہ یہ بھی تاکید کرتا ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور مختلف راہوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اس رستہ سے ہٹا دیں گی۔ یہ ہے وہ جس کی وہ تمہیں تاکیدی نصیحت کرتا ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

تو جیسا کہ فرمایا کہ کیونکہ شیطان یا اس کے چیلے ہر وقت بہکاتے رہتے ہیں اس لئے میری پناہ میں رہتے ہوئے، میری مدد مانگتے ہوئے، میری عبادت بجالاؤ اور معاشرے میں ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کے جو مَیں نے راستے بتائے ہیں ان پر سختی سے عمل کرو۔ ورنہ لالچ، حرص، ہوس تمہارے دل میں پیدا کر کے شیطان تمہیں ورغلانے کی کوشش کرے گا۔

اس سے پہلی آیت میں بھی یہی حکم ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کی عبادت کرو اور معاشرے کے حق ادا کرو۔ انصاف کرو۔ ماپ تول پورا کرو۔ ہمیشہ حق اور انصاف کی بات کرو۔ یتیموں کا مال نہ کھاؤ وغیرہ۔ تو بہرحال فرمایا کہ یہ میرے راستے ہیں ان پر چل کر ہی مجھ تک پہنچ سکتے ہو اس لئے ہمیشہ کوشش کرو کہ ان پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرو۔ اور اگر تم اس طرح کرو گے تو نہ صرف یہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچا رہے ہو گے بلکہ اپنے ماحول کو بھی خوشگوار بنا رہے ہو گے بلکہ اپنی ذات کے لئے بھی فائدہ حاصل کر رہے ہو گے۔

اب مَیں چند ایسے احکامات جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ بنتے ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مستقل مزاجی سے میرے آگے جھکے رہو گے تو میری رضا کو حاصل کرنے والے ہو گے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ (البقرة:46) کہ صبر اور نماز کے ساتھ دعا کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔ تو یہاں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہو گے اور اس سے مدد مانگتے رہو گے، اس کے عبادت گزار بندے بنو گے تو پھر ہی اس کی رضا حاصل کرنے والے کہلا سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو ان نیکیوں کو اختیار کرنے کے لئے جن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہے اور معاشرے میں رہن سہن کے حق بھی ہیں تمہیں آزمائشوں سے بھی گزرنا ہو گا۔ معاشرے کی بعض لالچیں تمہیں نیکیاں کرنے سے روکے بھی رکھیں گی یا روکنے کی ترغیب دیں گی، لالچ دیں گی۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور اللہ کے معاملہ میں بھی اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کے معاملے میں بھی عاجزی دکھاتے ہوئے چلتے رہے تو پھر تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی کا تمہارے ساتھ بدسلوکی کرنا تمہارے صبر کی حالت کو بے صبری کی حالت میں نہ بدل دے۔ تو یاد رکھو کہ اگر اس سوچ کے ساتھ زندگی گزارو گے تو جو نیکی بھی تم کرو گے چاہے وہ کسی بھی قسم کی نیکی ہو اللہ تعالیٰ اس کا ضرور اجر دے گا اور شرط وہی ہے کہ نیت نیک ہونی چاہئے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا بھی عجیب معاملہ ہے۔ اس کا ہر کام نیکی ہے اور یہ سوائے مومن کے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں